احمدی انصاروں کی تربیت کیلئے

ماھنامہ

انصار اللہ

ربوہ

مئی ۱۹۹۳ء

ایڈیٹر
مرزا محمد الدین ناز

کلام الامام

اگر وہ پاک رہیں........

"گویا خلق السمٰوٰت والارض میں اللہ تعالیٰ کا جو نور ہے اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے بتی کا شعلہ۔ یہ شعلہ جب نکلتا ہے تو اس کے ساتھ دھوآں بھی اٹھتا ہے جو بعض دفعہ نزلہ پیدا کر دیتا ہے اور آنکھوں کو بھی خراب کرتا ہے وہ دھوآں تب ہی دور ہوتا ہے جب اس پر نبوت کی چمنی یا گلوب رکھ کر اسے روشنی کیصورت میں تبدیل کر دیا جائے۔ اگر اس کے بغیر کوئی اس شعلہ سے نور کا کام لینا چاہے تو اسے کچھ نور ملے گا اور کچھ دھوآں ملیگا جو اس کی آنکھوں اور ناک کو تکلیف دے گا چنانچہ اسی وجہ سے جو شخص نیچر پر غور کر کے خدا تعالیٰ کو پانا چاہتا ہے وہ کئی دفعہ ٹھوکریں کھاتا ہے اور بعض دفعہ تو خدا تعالیٰ کو پانے کی بجائے دہریہ ہو جاتا ہے مگر جو شخص خدا تعالیٰ کے وجود کو نبوت کی چمنی کی مدد سے دیکھنا چاہتا ہے اس کی آنکھیں اور اس کا ناک دھوئیں کے ضرر سے بالکل محفوظ رہتے ہیں اور وہ ایک نہایت لطیف اور خوشکن روشنی پاتا ہے جو سب کثافتوں سے پاک ہوتی ہے۔ بانی سلسلہ احمدیہ نے اس حقیقت کیطرف اپنے اس شعر میں اشارہ فرمایا ہے۔

فلسفی کز عقل مے جوئد ترا دیوانہ است
دور تر است از خرد ہا آں رہِ پنہانِ تو

غرض کائنات عالم پر غور کر کے خدا تعالیٰ کا وجود پانے والوں کیلئے خدا تعالیٰ نے کچھ ابتلاء رکھے ہیں، کچھ شکوک رکھے ہیں، کچھ شبہات رکھے ہیں تا وہ مجبور ہو کر نبوت کی چمنی اس نور پر رکھیں چنانچہ جب بھی الٰہی نور پر نبوت کی چمنی رکھی جاتی ہے۔ اس نور کی حالت یکدم بدل جاتی ہے اور یا تو وہ بو دینے والا دھوآں نظر آ رہا ہوتا ہے اور یا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ نور ہی نور ہے اور اس میں دھوئیں کا نشان تک نہیں۔ پھر جب اس روشنی کو اٹھا کر ہم طاقچہ میں رکھ دیتے ہیں تو پہلے سے بہت زیادہ دور اس کی روشنی پھیل جاتی ہے۔

غرض اس آیت میں الوہیت۔ نبوت اور خلافت کا جوڑ بتایا گیا ہے اگر کوئی کہے کہ آخر خلافت بھی تو ختم ہو جاتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خلافت کا ختم ہونا یا نہ ہونا انسانوں کے اختیار میں ہے۔ اگر وہ پاک رہیں اور خلافت کی بے قدری نہ کریں تو یہ طاقچہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال تک قائم رہ کر ان کی طاقت کو بڑھانے کا

عربی منظوم کلام

أَيَا مُحْسِنِي أُثْنِي عَلَيْكَ وَأَشْكُرُ   فِدًى لَكَ رُوحِي أَنْتَ تُرْسِي وَمَأْزَرُ

اے مجھ پر احسان کرنیوالے تیری ثناء اور شکر کرتا ہوں ۔ میری رُوح تجھ پہ فدا ہو تو ہی میری پناہ اور میری قوت ہے

بِفَضْلِكَ إِنَّا قَدْ غَلَبْنَا عَلَى الْعِدَى   بِنَصْرِكَ قَدْ كُسِرَ الصَّلِيبُ الْمُبَطِّرُ

تیری مہربانی سے ہم نے دشمنوں پر غلبہ پایا ہے اور تیری ہی نصرت سے مغرور صلیب توڑ ڈالی گئی ہے

فَتَحْتَ لَنَا فَتْحًا مُبِينًا تَفَضُّلًا   بِفَوْجٍ إِذَا جَاءُوا فَزَهَقَ التَّنَصُّرُ

تُو نے مہربانی سے ہماری فتح مبین کر دکھائی ہے ۔ ایسی فوج سے کہ جب پہنچتی ہے تو نصرانیت بھاگ جاتی ہے

قَتَلْتَ خَنَازِيرَ النَّصَارَى بِصَارِمٍ   وَأَرْدَى عِدَانَا فَضْلُكَ الْمُتَكَثِّرُ

تُو نے نصرانیت کے سوروں کو تلوار سے قتل کیا ہے اور تیری بے پایاں مہربانی نے ہمارے دشمنوں کو ہلاک کر دیا ہے

بِوَجْهِكَ مَا أَنْسَى عَطَايَاكَ بَعْدَهُ   وَفِي كُلِّ نَادٍ نَبَأَ فَضْلِكَ أَذْكُرُ

تیری ذات کی قسم اس کے بعد تیرے احسانوں کو نہ بھولوں گا اور ہر مجلس میں تیرے فضل کی خبروں کو شائع کرتا رہوں گا

تُلَبِّيكَ رُوحِي دَائِمًا كُلَّ سَاعَةٍ   وَإِنَّكَ مَهْمَا تَحْشُرِ الْقَلْبَ يَحْضُرُ

میری جان ہر ساعت تیری تعریف کرتی ہے ۔ تُو جس وقت دلوں کو بلاوے حاضر ہو جاتے ہیں

وَتَعْصِمُنِي فِي كُلِّ حَرْبٍ تَرَحُّمًا   فِدًى لَكَ رُوحِي أَنْتَ دِرْعِي وَمِغْفَرُ

ہر لڑائی میں تُو ہی مجھ کو رحمت سے بچا لیتا ہے ۔ میری جان تجھ پر قربان! تُو ہی میری زرہ اور میری ڈھال ہے

(درثمین عربی مترجم صـ۱۶)

فارسی منظوم کلام

ما ہمہ پیغمبراں را چاکریم !　　ہمچو خاکے اوفتادہ بر درے
ہم توسب پیغمبروں کے غلام ہیں اور خاک کی طرح اُن کے دروازہ پر پڑے ہیں

ہر رسولے کو طریقِ حق نمود　　جانِ ما قرباں برآں حق پرورے
ہر وہ رسول جس نے خدا کا راستہ دکھایا - ہماری جان اُس راستباز پر قربان ہے

اے خداوندم، بہ خیلِ انبیاء　　کش فرستادی بہ فضلِ وافرے
اے میرے خدا انبیاء کے گروہ کے طفیل جن کو تُو نے بڑے بھاری فضلوں کے ساتھ بھیجا ہے

معرفت ہم دہ چو بخشیدی دلم　　مے بدہ زاں ساں کہ دادی ساغرے
مجھے معرفت عطا فرما جیسے تُو نے دل دیا ہے اور شراب بھی عطا کر جبکہ تُو نے جام دیا ہے

اے خداوندم، بنامِ مصطفیٰؐ　　کش شدی در ہر مقامے ناصرے
اے میرے خدا مصطفیٰؐ کے نام پر جس کا تُو ہر جگہ مددگار رہا ہے

دستِ من گیر، از رہِ لطف و کرم　　در مہم باش یار و یاورے
اپنے لُطف و کرم سے میرا ہاتھ پکڑ اور میرے کاموں میں میرا دوست اور مددگار بن جا

تکیہ بر زورِ تو دارم گرچہ من　　ہمچو خاکم بلکہ زاں ہم کمترے !
مَیں تیری قوّت پر بھروسہ رکھتا ہوں کیونکہ مَیں خود خاک کی طرح ہوں بلکہ اس سے بھی کم تر !

(درثمین فارسی مترجم صـ۲۴)

"مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہُوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے"

قدرتِ ثانیہ کی عظمت واہمیت وافادیت کے بارہ میں زرّیں ارشادات

"ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائیگا جس کا اس نے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کیطرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں۔

تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمارا خدا ایسا قادر خدا ہے اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی

.........خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کیطرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔

اور چاہیئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی اور نفسانی جذبات کو بکلی چھوڑ کر خدا کی رضا کیلئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کیلئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ درد جس سے خدا راضی ہو اس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو

جائے اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الہیٰ ہو۔ اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے اگر تم صاف دل ہو کر اس کی طرف آ جاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذات چھوڑ کر، اپنی عزت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کیطرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں"۔
(الوصیت صفحہ 716)

سیدنا حضرت مولانا نورالدین صاحب جب 1914ء میں مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ نے حاضر الوقت احباب کو مخاطب کر کے ایک نہایت اثر انگیز تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے نظام خلافت کی اہمیت اور اس کے مقام کو واضح فرمایا۔ اس تقریر کے چند اقتباس افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

بعد کلمہ شہادت واستعاذہ آپ نے آیت

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

پڑھی اس کے بعد فرمایا "میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں۔ جو ابدی اور ازلی ہمارا خدا ہے ہر ایک نبی جو دنیا میں آتا ہے۔ اس کا ایک کام ہوتا ہے جو کرتا ہے جب کر چکتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کو بلا لیتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی نسبت یہ بات مشہور ہے کہ وہ ابھی بلاد شام نہیں پہنچے تھے کہ رستہ میں ہی فوت ہو گئے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیصری وکسری کی کنجیوں کا ذکر فرمایا کہ مجھے دی گئی ہیں۔ مگر آپ نے وہ کنجیاں (چابیاں) نہ دیکھیں کہ چل دیئے ایسی باتوں میں اللہ تعالیٰ کے مخفی اسرار ہوتے ہیں۔ یہاں بھی بہت سے لوگ تعجب کریں گے کہ کئی پیشگوئیاں کی تھیں وہ ابھی پوری نہیں ہوئیں۔

پیشگوئیاں کس طرح پوری ہوا کرتی ہیں

میرے خیال میں یہ اللہ تعالیٰ کی نسبت ہے کہ وہ بتدریج کام کرتا ہے اور پھر جسے مخاطب کرتا ہے کبھی اس سے مراد اس کا مثیل بھی ہوتا ہے۔ پہلے پارہ میں فرمایا کہ تم نے موسے سے پانی مانگا۔ اور ایسا ہی

اور جگہ فرمایا حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب وہ لوگ نہ تھے۔ پس خدا کی باتیں رنگ برنگ شکلوں میں پوری ہوتی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی سنت ہے کہ بعض مواعید الہیہ کسی دوسرے وقت پر ملتوی کئے جاتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا یُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ اس بَعْضُ الَّذِي پر خوب غور کرو کہ اس میں یہی سرّ تھا۔ کہ تمام وعدے نبی کی زندگی میں پورے نہ ہوں گے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا یَعِدُ وَلَا يُوفِي یعنی بعض دفعہ خدا وعدہ کرتا ہے۔ مگر پورا نہیں کرتا نادان سمجھتا ہے کہ اس نے وفا نہیں کی حالانکہ مناسب وقت پر وہ وعدہ یا اس کی مثل پورا ہو جاتا ہے۔

مجھے امامت کی خواہش نہیں

میری پچھلی زندگی پر غور کرلو میں کبھی امام بننے کا خواہشمند نہیں ہوا مولوی عبدالکریم مرحوم امام الصلوۃ بنے۔ تو میں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا۔ میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں۔ اور میرا رب مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے میں دین میں ظاہر داری کا خواہشمند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولا مجھ سے راضی ہوجائے اس خواہش کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں۔ قادیان بھی اسی لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا۔ میں نے اس فکر میں کئی دن گذارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہوگی۔ اسی لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی موجود ہیں۔ اوّل میاں محمود احمد۔ وہ میرا بھائی بھی ہے میرا بیٹا بھی اس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ قربت کے لحاظ سے میر ناصر نواب صاحب ہمارے حضرت کے ادب کا مقام ہیں۔ تیسرے قریبی نواب محمد علی خاں ہیں۔ .... موجودہ حالت میں سوچ لو کیسا وقت ہے جو ہم پر آیا ہے۔ اس وقت مردوں بچوں اور عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں .... اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو کہ بیعت بک جانے کا نام ہے ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارتاً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا۔ سو اس کے بعد میری ساری عزت اور سارا خیال انہی سے وابستہ ہوگیا۔ اور میں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔ پس

بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے

ایک شخص دوسرے کیلئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے............ میں چاہتا ہوں کہ دفن

ہونے سے پہلے تمہارا کلمہ ایک ہوجائے۔ اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی۔ اگر یہ باتیں تمہیں منظور ہوں تو میں طوعاً و کرہاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں ....

میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں۔ جس نے فرمایا۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ

سیدنا حضرت مصلح موعود ۔۔۔ خلافت کے استحکام کے بارہ میں ارشاد فرماتے ہیں

"اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کو یاد رکھو

اور خلافت کے استحکام اور قیام کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہو۔ تم نوجوان ہو تمہارے حوصلے بلند ہونے چاہئیں اور تمہاری عقلیں تیز ہونی چاہئیں تاکہ تم اس کشتی کو ڈوبنے اور غرق نہ ہونے دو۔ تم وہ چٹان نہ بنو جو دریا کے رخ کو پھیر دیتی ہے بلکہ تمہارا یہ کام ہے کہ تم وہ چینل CHANNAL بن جاؤ جو پانی کو آسانی سے گزارتی ہے۔ تم ایک ٹنل ہو جس کا یہ کام ہے کہ وہ فیضان الٰہی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حاصل ہوا ہے۔ تم اسے آگے چلاتے چلے جاؤ۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہوجاؤ گے تو تم ایک ایسی قوم بن جاؤ گے جو کبھی نہیں مرے گی اور اگر تم اس فیضان الٰہی کے رستہ میں روک بن گئے، اس کے رستے میں پتھر بن کر کھڑے ہوگئے اور تم نے اپنی ذاتی خواہشات کے ماتحت اسے اپنے دوستوں، رشتہ داروں اور قریبیوں کے لئے مخصوص کرنا چاہا تو یاد رکھو وہ تمہاری قوم کی تباہی کا وقت ہوگا۔ پھر تمہاری عمر کبھی لمبی نہیں ہوگی اور تم اس طرح مر جاؤ گے جس طرح پہلی قومیں مریں لیکن قرآن کریم یہ بتاتا ہے کہ

قوم کی ترقی کا رستہ

بند نہیں۔ انسان بیشک دنیا میں ہمیشہ زندہ نہیں رہتا لیکن قومیں زندہ رہ سکتی ہیں۔ پس جو آگے بڑھے گا وہ انعام لے جائے گا اور جو آگے نہیں بڑھتا وہ اپنی موت آپ مرتا ہے اور جو شخص

خودکشی کرتا ہے اسے کوئی دوسرا بچا نہیں سکتا"۔
(روزنامہ الفضل 23مئی 1961ء۔ خلافت نمبر)

قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب ارشاد فرماتے ہیں:۔
"خلافت کے قائم ہونے پر اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے "اعتصام بحبل اللہ" کیا تھا پھر اسکی آواز پر اکٹھے ہو جاتے ہیں اور اپنے عہد کو سمجھنے لگتے ہیں اور یاد رکھتے ہیں اور اس کے مطابق خدا تعالیٰ کی تعلیم پر عمل کرنے والے بن جاتے ہیں اور جب انکو خدا کا پیار مل جاتا ہے تو اگر دنیا کی ساری دولتیں اس کے عوض میں قربان ہو جائیں تب بھی وہ نہیں چاہتے کہ وہ پیار ان سے کھو جائے اور خدا ان سے ایک سیکنڈ یا لمحہ کے لئے بھی ناراض ہو پھر

ولیبد لنہم من بعد خوفہم امناً

میں اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے جو

کنتم علی شفا حفرة من النار فانقذ کم منہا

میں بیان ہوا ہے۔ تو جس خوف کا آیت استخلاف میں ذکر ہے وہ وہی خوف ہے جس کو یہاں یوں بیان کیا کہ ایک گڑھا ہے آگ اس میں بھڑک رہی ہے اور اس کے کنارے پر وہ کھڑے ہیں اس سے زیادہ اور خوف کیا ہو سکتا ہے جبکہ وہ آگ خدا تعالیٰ کی لعنت کی آگ ہے اسکے قہر کی آگ ہے، اس کی ناراضگی کی آگ ہے۔

تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس وقت قوم پر ایک نہایت ہی خوف کا وقت ہوتا ہے کہ کہیں وہ اس آگ کے گڑھے میں گر نہ جائیں۔ تب خدا تعالیٰ اپنی قدرت کا ایک نظارہ دنیا کو دکھاتا ہے خدا تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں وہ غنی ہے دنیا میں سب سے بڑا متقی، دنیا میں سب سے بڑا مطہر، دنیا میں سب بڑا عالم، دنیا میں سب سے بڑا عاشق قرآن اور عاشق رسولؐ کہلانے والے کا بھی خدا محتاج نہیں ہے بلکہ یہی شخص خدا کا محتاج ہے۔

پس اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا نظارہ اس طرح دکھاتا ہے کہ کبھی وہ اپنی قدرت کے اظہار کے لئے اس شخص کو چن لیتا ہے جو قوم کی نگاہ میں بوڑھا ہوتا ہے حضرت خلیفہ المسیح الاول..... کو بہت دفعہ طعنہ دیا گیا کہ بوڑھا آدمی ہے سمجھ کوئی نہیں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ بوڑھا ہے یا نہیں ہے لیکن ہے میری پناہ میں، میری گود میں اس واسطے تم اس کے مقابلے میں ٹھہر نہیں سکتے۔

کبھی خدا تعالیٰ اپنی قدرت کا اس طرح مظاہرہ کرتا ہے کہ ایک بچے کو چن لیتا ہے دنیا کہتی ہے کہ

بچہ ہے قوم تباہ ہو جائے گی، ناسمجھ ہے، کم علم ہے، کم تجربہ ہے مگر خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ بیشک یہ بچہ ہے مگر میں تو بچہ نہیں ہوں میں اپنی قدرت اسکے ذریعہ سے ظاہر کروں گا تب وہ قدرت ثانیہ کا مظہر ہو جاتا ہے اور پھر وہی بچہ ان لوگوں کا منہ بند کر دیتا ہے جو اسے بچہ سمجھنے والے اور بچہ کہنے والے ہوتے ہیں۔

کبھی وہ کسی ایسے ادھیڑ عمر انسان کو چن لیتا ہے جسے دنیا اپنی سمجھ اور عقل کے مطابق قطعاً نااہل سمجھتی ہے کم علم سمجھتی ہے وہ سمجھتی ہے کہ یہ کام اس کے بس کا ہے ہی نہیں اور حقیقت بھی یہی ہوتی ہے کہ وہ کام اسکے بس کا نہیں ہوتا لیکن کونسا کام ہے جو خدا تعالیٰ کے بس کا نہ ہو پس خدا تعالیٰ اسے چنتا ہے اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے اسکے نفس کو اپنی عظمت اور جلال کے جلوہ کے ساتھ کلی طور پر فنا کر دیتا ہے ایسے لوگوں پر کبھی ایسی حالت بھی وارد ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیار میں کبھی وہ اس طرح بھی محو اور گم ہو جاتے ہیں کہ ان کا دل چاہتا ہے کہ وہ ساری دنیا میں منادی کر دیں کہ مجھے تم میں سے کسی کی بھی ضرورت نہیں ہے اور پھر خدا تعالیٰ ان سے جو اور جس قدر کام لینا چاہتا ہے اسی قدر ان کی مدد اور نصرت بھی کرتا چلا جاتا ہے اور اس طرح وہ دنیا پر ثابت کرتا ہے کہ خدا ہی حقیقتاً سب قدرتوں والا اور سب طاقتوں والا ہے"۔ (الفضل 17 مارچ 1967ء)

قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ارشاد فرماتے ہیں:-

"خلافت کے قیام کا مدعا

توحید کا قیام ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے اٹل ایسا کہ جو کہ کبھی ٹل نہیں سکتا، زائل نہیں ہو سکتا اس میں کوئی تبدیلی کبھی نہیں آئے گی۔

یعبدوننی لایشرکون بی شیئاً

کہ خلافت کا انعام یعنی آخری پھل تمہیں یہ عطا کیا جائے گا کہ میری عبادت کرو گے میرا کوئی شریک نہیں ٹھہراؤ گے کامل توحید کیساتھ تم میری عبادت کرتے چلے جاؤ گے اور میرے حمد و ثناء کے گیت گایا کرو گے۔ یہ وہ آخری جنت کا وعدہ ہے جو جماعت احمدیہ سے کیا گیا ہے اور مجھے یقین ہے اور جو نظارے ہم نے دیکھے ہیں اور جنکے نتیجہ میں غم کے دھاروں کے علاوہ حمد کے دھارے بھی ساتھ بہہ رہے

ہیں اور شکر کے دھارے بھی ساتھ ہی بہہ رہے ہیں ایسے حیرت انگیز ہیں کہ آج دنیا میں کوئی قوم اس کے پاسنگ کو بھی نہیں پہنچ سکتی جو جماعت احمدیہ کا مقام اس دنیا میں ہے وہ کسی اور جماعت کا نہیں۔ سیدنا حضرت اقدس..... کا ایک زندہ معجزہ جو ہر دوسرے اعتراض پر، ہر مخالفت پر غالب آنے والا اور

ہمیشہ غالب آنے والا معجزہ ہے

وہ جماعت احمدیہ کا قیام ہے اور جماعت احمدیہ کی تربیت ہے اور جماعت احمدیہ کے رنگ ڈھنگ ہیں، جماعت احمدیہ کی ادائیں ہیں، ایسی ادائیں تو دنیا میں کہیں اور نظر نہیں آسکتیں کوئی مثال نہیں اس جماعت کی، ایسا عشق، ایسی محبت ایسی وابستگی کہ دیکھ کر رشک آتا ہے محبت ہونے کے باوجود رشک آتا ہے ڈر لگتا ہے کہ ہم سے زیادہ نہ پیار کر رہے ہوں یہ لوگ یہ کیفیت ایک ایسی کیفیت ہے کہ فی الحقیقت دنیا کے پردہ پر کوئی اسکی مثال چھوڑ اس کے شائبہ کی بھی کوئی مثال نظر نہیں آسکتی جماعت اس طرح اللہ تعالی کے فضل سے توحید پر قائم ہو چکی ہے ہر فتنے سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ نے اسکی سرشت میں وہ باتیں رکھ دی ہیں کہ جنکو

دنیا کی کوئی طاقت

تبدیل نہیں کر سکتی فتنوں سے بچنے کے لئے احتیاطی تدابیر کرنا امتثال امر کے طور پر کیا جاتا ہے خوف کے طور پر نہیں کیونکہ خوف زائل کرنے کا ہمیں اختیار بھی کوئی نہیں وہ خلافت میں وعدہ ہے اللہ کی طرف سے

ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا (سورۃ نور . ۵۶)

وہی خوف دور کیا کرتا ہے بندہ کی طاقت نہیں ہے ہاں امتثال امر میں اللہ کی تقدیر کے تابع رہتے ہوئے تدبیر کو اختیار کیا جاتا ہے اس سے زیادہ اس تدبیر کی کوئی اہمیت نہیں ہوا کرتی پس

کامل بھروسہ اور کامل توکل

تھا اللہ کی ذات پر کہ وہ خلافت احمدیہ کو کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا ہمیشہ قائم و دائم رکھے گا زندہ اور تازہ

اور جوان اور ہمیشہ مہکنے والے عطر کی خوشبو سے معطر رکھتے ہوئے اس شجرہ طیبہ کی صورت میں اس کو ہمیشہ زندہ وقائم رکھے گا جس کے متعلق وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا کہ

اصلها ثابت وفرعها فی السماء تؤتی اکلها کل حین باذن ربها

(ابراھیم 25-26)

کہ ایسا شجرہ طیبہ ہے جس کی جڑیں زمین میں گہری پیوست ہیں اور کوئی دنیا کی طاقت اسے اکھاڑ کر پھینک نہیں سکتی یہ شجرہ خبیثہ نہیں ہے کہ جس کے دل میں آئے وہ اسے اٹھا کر اسے اکھاڑ کے ایک جگہ سے دوسری جگہ پھینک دے کوئی آندھی، کوئی ہوا اس شجرہ طیبہ کو اپنے مقام سے ٹلا نہیں سکے گی اور شاخیں آسمان سے اپنے رب سے باتیں کر رہی ہیں اور ایسا درخت

نو بہار اور سدا بہار

ہے ایسا عجیب ہے یہ درخت کہ ہمیشہ نو بہار رہتا ہے کبھی خزاں کا منہ نہیں دیکھتا

تؤتی اکلها کل حین

ہر وقت ہر آن اپنے رب سے پھل پاتا چلا جاتا ہے اس پر کوئی خزاں کا وقت نہیں آتا اور اللہ کے حکم سے پھل پاتا ہے اس میں نفس کی کوئی ملونی شامل نہیں ہوتی......

ہاں ایک شرط کے ساتھ اور وہ شرط یہ ہے

وعد الله الذین امنو امنکم وعملوا الصلحت (النور.۵۶)

کہ دیکھو اللہ تم سے وعدہ تو کرتا ہے کہ تمہیں اپنا خلیفہ بنائے گا زمین میں، لیکن کچھ تم پر بھی ذمہ داریاں ڈالتا ہے تم میں سے ان لوگوں سے وعدہ کرتا ہے جو ایمان لاتے ہیں اور عمل صالح بجا لاتے ہیں پس اگر نیکی کے اوپر جماعت قائم رہی اور

ہماری دعا ہے

اور ہمیشہ ہماری کوشش رہے گی کہ ہمیشہ ہمیش کے لئے یہ جماعت نیکی پر ہی قائم رہے"۔

(روزنامہ الفضل 22 جون 1982)

ہیں کہ:-

"چکنا چور کرے گور پورا
تانگا لیکھ نہ مٹیا جائی
مسلمان صفت شریعت
سچے کی وڈیائی"

(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ 526)

یعنی وہ پورا گورو دنیا میں پھیلے ہوئے فسق و فجور کو دلائل سے پاش پاش کر دے گا۔ اس کی تحریر بہت زبردست ہوگی۔ کوئی شخص معقولیت سے اس کی پیش کردہ باتوں کو رد نہ کر سکے گا۔ وہ......... ہوگا اور اس کی صفت شریعت ہوگی یعنی وہ شریعت کا پابند ہوگا اور ہر ایک راستباز کی عزت اور عظمت کو دنیا میں قائم کرنے والا ہوگا۔

اس کے ساتھ ہی باباجی نے فرمایا ہے کہ:-

ایسا پاسا دھالسی
دور دیبان ابھگ
نوتن جامہ پہن کے
بھئے الگ الگ
اک کچے اک ہکیاں
موکھ بھئے نہال
تٹن سیئی نانگا
جو توڑے آپ دیال

(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ 526)

یعنی اس پورے گورو کے بعد ایسا نظام قائم ہوگا جو دائمی اور غیر منقطع ہوگا۔ باباجی نے اس پیشگوئی میں "دور دیبان" اور "ابھگ" کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

لغات میں ان کے یہ معنی بیان کئے گئے ہیں۔

دیبان:- (1) وہ حاکم جس کے پاس داد فریاد کی جا سکے

(2) انصاف کرنے والا حاکم

(3) حاکم انتظام کرنے والا۔ خزانے والا حاکم (شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب صفحہ 1071، دیبان کوش صفحہ

1911، د گورو گرنتھ کوش صفحہ 644)
ابھگ:- جو کبھی بھی ٹوٹنے والا نہ ہو (غیر منقطع) (گورو گرنتھ کوش صفحہ 164)
بابا نانک نے خود ہی ان الفاظ کی یوں تشریح کی ہے۔
"دربان جو ہے سو ابھگ لگے گا تٹنے کا کدے ناہی" (جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ 527)

یعنی وہ ایک ایسا نظام ہو گا جو دائمی اور غیر منقطع ہو گا۔ لغات کے مندرجہ بالا مضمون اور خود جناب بابا نانک صاحب کی اس پیشگوئی کا یہی مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پورے گورو کے بعد اس کی جماعت کی حفاظت اور نگرانی کے لئے ایسے وجود قائم کرے گا۔ جو منتظم اور انصاف کو قائم کرنے والے ہوں گے۔ جن کے پاس لوگ داد فریاد کر سکیں گے۔ یعنی وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوں گے اور ان کے پاس بیت المال بھی ہو گا۔ اور جو لوگوں کے دلوں پر حکومت کرنے والے ہوں گے اور ایسے وجودوں کا سلسلہ دائمی اور غیر منقطع ہو گا اور یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ سب باتیں سلسلہ خلافت سے ہی وابستہ ہیں۔ خود سیدنا حضرت مسیح موعود......... نے بھی اس سلسلہ خلافت کو دائمی اور غیر منقطع قرار دیا ہے۔ جیسا کہ حضور کا ارشاد ہے۔

"تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک کہ میں نہ جاؤں۔ لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ (الوصیت صفحہ 7)

پس سلسلہ خلافت باقی رہنے والی چیز ہے حضرت مسیح موعود.......... نے تو اس کے باقی رہنے کو "دائمی" کے لفظ سے ظاہر فرمایا۔ اور جناب بابا نانک صاحب نے "دور دربان ابھگ" کے الفاظ میں یہ مفہوم ادا کیا ہے۔ اور اس حقیقت سے کسی بھی سمجھدار کو انکار نہیں ہو سکتا کہ جماعت احمدیہ کے لئے خلافت کا قیام ضروری اور لازمی ہے۔ بغیر اس کے جماعت کا شیرازہ کھل جاتا اور جماعت پراگندہ و منتشر ہو جانے کی وجہ سے جماعت ہی نہیں رہ سکتی۔ اور اس کے افراد اسی طرح ایک دوسرے سے بے تعلق ہو جاتے۔ جس طرح کہ کتاب کا شیرازہ کھل جانے سے اس کے اوراق علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہیں اور ہوا کی ہلکی سی لہر سے بھی ادھر ادھر اڑتے پھرتے ہیں۔

بابا جی نے اس پورے گورو کے بعد "دور دربان ابھگ" یعنی خلافت کا دائمی سلسلہ قائم ہونے کے ساتھ ہی یہ پیشگوئی بھی کی ہے کہ پھر وہ پورا گورو ایک نئے رنگ میں اور نئے لباس میں دنیا میں ظاہر ہو گا

اس وقت اس کی جماعت میں اختلاف پیدا ہو گا۔ اور وہ دو حصوں میں بٹ جائے گی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:-

نو تن جامہ پہن کے
بھئے الگ الگ
(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ 526)

لغات میں "نو تن جامہ" کے معنے نیا، تازہ دم، جوان، بڑھاپے کے بغیر" وغیرہ بیان کئے گئے ہیں۔ ملاحظہ ہو پنجابی شبد بھنڈار، گورو گرنتھ کوش، گرنتھ گورگرا کوش اور میاں کوش وغیرہ۔

گویا باباجی نے "نو تن جامہ پہن کے" کے الفاظ بیان کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ پورا گورو ایک نئے لباس میں جوانی کے عالم میں دنیا کے سامنے آئے گا۔ اور اس کی وہ جوانی ایسی ہو گی جس میں ہمیشہ تازگی رہے گی اور اس پر بڑھاپا کبھی بھی غالب نہیں آئے گا۔ یعنی اس کے عزائم اور ارادے ہمیشہ تازہ اور جوان رہیں گے۔ بڑھاپا ان کے قریب بھی نہیں آسکے گا۔

یاد رہے کہ گورو گرنتھ صاحب میں یہ بات بالصراحت بیان کی گئی ہے کہ خدا کے برگزیدہ لوگ کبھی بھی بوڑھے نہیں ہوتے۔ ان کے عزائم اور ارادے ہمیشہ ہمیش جوان رہتے ہیں جیسا کہ مرقوم ہے کہ:-

گور موکھ بڈھے کدے اہیں
جنہاں انتر سرت گیان
من مکھ بالک بردھ سمان ہیں
جنہا انتر برسرت ناہی
(گورو گرنتھ صاحب صفحہ 1418)

یعنی جن برگزیدہ لوگوں کو معرفت الٰہی ہے۔ وہ کبھی بھی بوڑھے نہیں ہوتے ان کے عزائم اور ارادے ہمیشہ جوان رہے ہیں۔ اس کے برعکس جن لوگوں کو خدا تعالیٰ کی معفرت نصیب نہیں ہوتی وہ اگر چھوٹی عمر کے بھی ہوں تو بوڑھے ہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کے ارادوں میں جوانی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ کم ہمت اور پست خیال ہوتے ہیں۔

باباجی نے اپنی اس پیشگوئی میں "نو تن جامہ پہن کے" کے بعد "بھئے الگ الگ" کے الفاظ بیان کئے ہیں۔ گویا جب وہ پورا گورو ایک نئے لباس میں ظاہر ہو گا۔ تو اس کے بعد اس کی جماعت دو حصوں میں بٹ جائے گی۔ اس کے آگے باباجی نے یہ فرمایا کہ:-

اک کچے اک پکساں
گورمکھ بھئے نہال
تٹّن سیٹی نانکا
جو توڑے آپ دیال

یعنی وہ دو حصوں میں بٹنے والے لوگ "کچے" اور پکے گورو پر مشتمل ہوں گے۔ اور گورمو کھ لوگ اس اختلاف کے نتیجہ میں گھبرائیں گے نہیں۔ بلکہ وہ اسے مشیت ایزدی خیال کر کے خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہوں گے۔ باباجی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہی لوگ اس کی جماعت سے الگ ہوں گے۔ جنہیں خدا تعالیٰ کی مشیت خود الگ کر دے گی۔

باباجی نے دو حصوں میں بٹنے والے لوگوں کے دو مختلف نام بیان کئے ہیں۔ اور وہ نام "کچے" اور "پکے" ہیں۔ یہ بہت ہی عجیب لطیف اور حقیقت پر مبنی نام ہیں۔ باباجی نے ان مختصر الفاظ میں نہایت عمدہ پیرایہ میں ایک حقیقت بیان کر دی ہے۔ لغات میں ان الفاظ کے مندرجہ ذیل معنی بیان کئے گئے ہیں:-

کچا:- (1) جو پختہ نہ ہو۔ عقیدت سے خالی۔ جس کے دل میں ایمان نہیں۔ جھوٹا عہد کو توڑنے والا۔ (میان کوش صفحہ 846)

(2) جھوٹا اور ناقابل اعتبار شخص (گرنتھ گور گراتھ کوش 385)

(3) کمزور ایمان بے ٹھکانہ۔ الگل پچو، افراط تفریط کی طرف جانے والا۔ (پنجابی شبد بھنڈار صفحہ 273)

(4) جو لوگ پختہ نہ ہوں۔ صراط مستقیم پر گامزن ہونے کے بعد الگ ہو جانے والے لوگ۔ جھوٹے عقیدت سے خالی"۔ (گورو گرنتھ کوش صفحہ 293)

لغات کے ان معنوں کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پرگنہ بٹالہ کے پورے کی جماعت سے الگ ہونے والا ایک گروہ ایسے لوگوں پر مشتمل ہوگا جو ان تمام باتوں سے انکار کر دے تا جن کا کہ وہ خود اختلاف سے قبل قائل رہ چکا ہوگا۔ احباب نبوت اور خلافت وغیرہ مسائل میں مبائعین اور غیر مبائعین کے نظریات کو مد نظر رکھ لیں۔ حضرت مسیح موعود......... کے زمانہ میں تمام لوگ مسئلہ نبوت کے بارہ میں ایک ہی نظریہ پر قائم تھے۔ اور وہ یہی تھا کہ حضور......... تابع شریعت محمدیہ نبی ہیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں نبوت کا مقام و مرتبہ عطا کیا ہے۔

اسی طرح حضور......... کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اوّل ..... کی خلافت پر بھی کسی کو کوئی اختلاف نہ تھا۔ بلکہ تمام قوم نے متفقہ طور پر حضرت حکیم مولانا نورالدین .... کو خلیفۃ المسیح تسلیم کیا تھا اور آپ

کے ہاتھ پر بیعت کی تھی ان دونوں مسائل میں 1914ء کے بعد جماعت احمدیہ میں اختلاف پیدا ہوا۔ اور دونوں گروہوں کے الگ الگ نظریات ہو گئے۔ مبائعین کا گروہ ان عقائد پر قائم ہے جو حضرت مسیح موعود....... کے زمانہ میں اور خلافت اولیٰ کے عہد میں مسئلہ نبوت اور خلافت سے متعلق تمام جماعت احمدیہ کے تھے۔ دوسرے گروہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے ان مسائل اور عقائد کو چھوڑ دیا یہی بات بابا نانک جی کی پیشگوئی میں مذکور ہے۔ کہ ایک گروہ ان باتوں کو چھوڑ دے گا۔ جنہیں وہ پہلے تسلیم کرتا تھا اور اس عہد کو توڑ دے گا جو اس نے حضرت مسیح موعود........ اور حضرت خلیفہ المسیح اوّل کے ہاتھ پر باندھا تھا اور اسی بناء پر بابا جی نے اس گروہ کے لوگوں کو کچے گروہ کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود......... کے الہامات میں بھی یہ "کچا" لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ حضور کا ایک الہام ہے "سلسلہ قبول الہامات میں سب سے "کچا" مولوی تھا"۔ (تذکرہ صفحہ 414)

دوسرے گروہ کا نام بابا جی نے "پکے" تجویز کیا ہے۔ یہ نام بھی حقیقت پر مبنی ہے۔ چنانچہ لغات میں "پکے" لفظ کے معنے یوں مذکور ہیں:۔

پکا:۔ (1)۔ کچی حالت سے پختہ حالت کو حاصل کرنے والا......... کامل فرمانبردار (میان کوش صفحہ 2187)

(2)۔ کامل پختہ۔ مضبوط۔ نہ ٹوٹنے والا جس کا عقیدہ پختہ ہے۔ بے خوف دلیر۔ دانا۔ فتح یاب۔

(پنجابی شبد بھنڈار صفحہ 692)

(3)۔ جو اپنے ابھیاس اور غوروفکر کے بعد کسی اصول پر قائم ہو۔ اور کسی اعلیٰ خوبی کا حامل ہو۔

(گورو گرنتھ کوش صفحہ 721)

لغات میں بیان کردہ "پکے" لفظ کے یہ معنی بالکل واضح ہیں۔ ان میں بیان کردہ ایک ایک لفظ مبائعین حضرات کی صداقت کو واضح کر رہا ہے۔

جناب بابا نانک جی نے "کچے" اور "پکے" گروہ کے بارہ میں جو پیشگوئی بیان کی ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بابا جی کے نزدیک "پکے" گروہ کے لئے کامیابیاں اور کامرانیاں مقدر ہیں۔ کیونکہ لغات میں "پکے" کے یہ معنے بھی ہیں کہ وہ سب سے اونچا اور فتح پانے والا ہے۔ ان معنوں کی رو سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پکے لوگوں کو ہی ہر لحاظ سے فتح دے گا۔ اور وہی حضور......... کے الہام

میری فتح ہوئی

میرا غلبہ ہوا

کے حقیقی مصداق ہوں گے۔

اس سے قبل یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ جناب بابا نانک صاحب نے پرگنہ بٹالہ میں ظاہر ہونے والے "مرد کے چیلے" اور "پورے گورو" (امتی نبی) سے متعلق متعدد پیشگوئیاں بیان کی ہیں منجملہ ان کے ایک پیشگوئی یہ ہے کہ اس پورے گورو کے بعد اس کی جماعت میں سلسلہ خلافت قائم ہوگا جو دائمی اور غیر منقطع ہوگا اور پھر وہ پورا گروہ اک نئے لباس میں دنیا کے سامنے آئے گا تب اس کی جماعت میں اختلاف پیدا ہوگا اور وہ دو حصوں میں بٹ جائے گی بابا جی نے ایک گروہ کو کچے اور دوسرے گروہ کو پکے کے نام سے یاد کیا ہے اور لغات میں کچے کے معنے صراط مستقیم پر گامزن ہونے کے بعد اسے چھوڑ دینے والے اور پکے کے معنے آخر دم تک سیدھے راستے پر قائم رہنے والے ہیں۔

جناب بابا نانک صاحب نے اپنی اس پیشگوئی کی خود ہی یہ تشریح فرمائی ہے کہ:-

"دور دیبان ابھگ کھے ایسا پاسا ڈھالے گا۔ دنیا تے دور رہے گا۔ دیبان جو ہے سو ابھگ لگے گا۔ تٹنے کا کدے ناہی۔ ار اک اک کچے اک پکیاں سو کی ہے، پکے تاں گور موکھ ہیں۔ سو توٹنے کے ناہی گور موکھ کھن گے جو ایہہ پورن پورکھ انباشی سرشٹ کا کرتا کرنے ہارا ہے۔ ار جو کچے ہیں سو بھر مائیں گے سو کھن گے ایہہ راجہ ہے ار گور موکھ سکھ گورو کے پیارے ہیں تن کو نندن گے۔ تن کو ستگورو آپ توڑسٹے گا۔

مٹن سٹی نانکا جو توڑے آپ دیال

(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ 528)

بابا جی نے اس تشریح میں پکے لوگوں کی مزید وضاحت کر دی ہے آپ فرماتے ہیں کہ پکے تاں گور مکھ ہن سو توٹنے کے ناہیں۔

یعنی پکے لوگ اس کی جماعت سے کسی صورت میں بھی الگ نہیں ہوں گے اس سے صاف ظاہر ہے کہ کچے لوگوں کی حالت اس کے بالکل برعکس ہوگی وہ اس کی جماعت سے الگ ہو جائیں گے اور صحیح مسلک ترک کر دیں گے۔ بابا جی نے اس تشریح میں اپنے رنگ میں دونوں گروہوں کے خیالات اور عقائد کو بھی واضح کر دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ پکے گروہ میں یہ تین باتیں نمایاں طور پر پائی جائیں گی اور یہی ان کے بنیادی عقائد ہونگے کہ

1۔ پورن پورکھ وہ اسے پورن پورکھ یعنی کامل انسان تسلیم کریں گے۔

2۔ انباشی وہ اسے دائمی زندگی پانے والا تصور کریں گے۔

3۔ سرشٹ کا کرتا کرنار ہارا:- وہ اسے نئی زمین اور نئے آسمان کا بنانے والا تسلیم کریں گے۔ اس کے برعکس کچے لوگوں کی تین باتیں بابا جی نے یہ بیان کی ہیں:-

(1)۔ادہ بھر مائیں گے:۔ یعنی ان کا اختلاف محض وہم کا نتیجہ ہوگا۔ حق ان کے ساتھ نہ ہوگا۔
(2) ایہ راجہ ہے:۔ وہ اس کے درجہ کو قائم کرنے والے ہوں گے۔ باباجی نے راجہ لفظ کو پورن پورکھ کے مقابلہ میں بیان کیا ہے۔
(3) گورو کے پیاروں کی نندا کریں گے:۔ یعنی ان کا مشن تائید موعود کی بجائے عداوت محمود میں تبدیل ہو جائے گا۔

ان تمام باتوں پر اگر سکھ کتب اور احمدیہ لٹریچر کی روشنی میں غور کیا جائے تو حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ پورن پورکھ کے معنے کامل انسان کے ہیں۔ اور اس حقیت سے کسی بھی سمجھ دار کو انکار نہیں ہو سکتا کہ انسانیت کا حقیقی کمال نبوت ہے۔ اور نبیوں میں سے سب سے کامل نبی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور حضور کی اتباع میں دوسرے نبیوں کو بھی اپنے اپنے زمانہ میں کامل انسان کہا جا سکتا ہے

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے پورن پورکھ کے معنے یہ بیان کئے ہیں:۔

"پورن پورکھ۔ کامل انسان جس میں کوئی کمی نہ ہو" (میان کوش صفحہ 2857)

حضرت مسیح موعود..... نے انہی معنوں میں حضرت عیسی علیہ السلام اور سری کرشن جی مہاراج کو کامل انسان قرار دیا ہے۔ (تحفہ قیصریہ صفحہ 26 و لیکچر سیالکوٹ صفحہ 23)

اور یہ سب کے سب خدا کے برگزیدہ اور نبی تھے۔ حضور نے خود اپنے بارہ میں یہ فرمایا ہے کہ:۔

"میں منعم علیہ گروہ میں سے فرد اکمل کیا گیا ہوں۔ اور یہ فخر اور ریا نہیں خدا نے جیسا چاہا کیا"
(خطبہ الہامیہ صفحہ 112)

نیز تریاق القلوب کے صفحہ 297 پر بھی حضور نے خود کو کامل انسان ظاہر فرمایا ہے:۔

سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الثانی المصلح الموعود...... نے حضرت مسیح موعود............ کا مقام اور مرتبہ واضح کرنے کے لئے حقیقت النبوۃ کے نام پر ایک معرکۃ الآرا کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ اس میں بھی حضور...... نے حضرت مسیح موعود...... کی نبوت کو واضح کرنے کے لئے کامل انسان کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زور سے ہی بلا کسی اور انسان کے سہارے کے اس درجہ کو پہنچے جو خدا تعالیٰ نے آپ کو دیا۔ لیکن حضرت مسیح موعود..... صرف اپنی ذاتی استعداد کے ساتھ اس مرتبہ کو نہیں پہنچے بلکہ آپ کی ذاتی استعداد کے ساتھ فیضان محمدی مل گیا اور ایک تو مسیح موعود..... کی فطری طاقتوں نے اس کو اوپر اٹھایا اور دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر اسے بلند کیا۔ اس لئے پہلے کی نسبت جلد ایسا کامل انسان ظاہر ہوا اور تیرہ سو سال کے اندر ایسے کامل انسان کا

ظہور بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قوت فیضان کا ایک زبردست ثبوت ہے" (حقیقتہ النبوت صفحہ 138)

پس بابا جی کا اپنی پیشگوئی میں یہ بیان کرنا کہ پکے گروہ کے لوگ اسے "پورن پورکھ" یعنی کامل انسان تسلیم کریں گے اپنے اندر یہی مفہوم لئے ہوئے ہے کہ وہ اسے انسانیت کے کمال نبوت کو پانے والا یقین کریں گے۔ اس کے برعکس کچے گروہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے بارہ میں بابا جی نے یہ فرمایا ہے کہ وہ محض وہم کا شکار ہوں گے۔ ان کے پاس اپنے خیالات کی تائید میں کوئی پختہ دلیل نہ ہوگی۔ وہ اسے پورن پورکھ کی بجائے راجہ تسلیم کریں گے۔ یعنی اسے نبی ماننے سے انکار کر دیں گے اور ان کا یہ انکار محض اپنے وہم اور خیال کا نتیجہ ہوگا۔ بابا جی نے اس سلسلہ میں جو الفاظ بیان فرمائے ہیں وہ "ھیر مائین گے" ہیں اور بھرم کے معنے لغات میں یہ مرقوم ہیں کہ "کچھ اور کو اور خیال کرنا" جھوٹا گیان" یعنی خلاف حق باتیں شکوک وشبہات جو حقیقت کے خلاف ہو۔ بابا جی نے پورے گورو کو راجہ تسلیم کرنے کے بارہ میں خود ہی یہ تشریح کی ہے کہ آد پورکھ گورو ہی ہے۔ وہ جگ جگ میں ظاہر ہو رہا ہے۔ سب کو اس نے اپنے سوت میں پرو دیا ہے یعنی قانون قدرت کے موافق ہر شے نمودار ہوتی ہے۔ اور صورت تبدیل کرتی رہتی ہے۔ بعض نے اس رمز کو سمجھا ہے اور بعض نہیں جانتے اور وہ راجہ کی صورت خیال کرتے ہیں لیکن جس نے گورو کو پہچانا ہے اور حکم مانا ہے گوربانی کو دل میں جگہ دی اور صدق یقین سے ایمان لائے۔ وہ مہاں پورش ہو گیا جو لوگ اس کے پیرو ہو گئے وہ بھی نجات پا گئے"

(جنم ساکھی بھائی بالا اردو صفحہ 581)

الغرض کسی پورے گورو کو راجہ تسلیم کرنا بابا نانک صاحب کے نزدیک صحیح عقیدہ نہیں ہے۔ دوسری بات بابا جی نے یہ بیان کی ہے کہ پکے لوگ اس پورے گورو کو انباشی یعنی دائمی زندگی پانے والا تسلیم کریں گے ظاہر ہے کہ کسی مامور من اللہ کی دائمی زندگی اس کے سلسلہ کے قیام اور اس کے مشن کے جاری رہنے میں ہے اور اس مقصد کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادوں کے بعد سلسلہ خلافت کو قائم کیا ہے گویا کہ کسی فرستادہ کی دائمی زندگی اس کے بعد اس کے ماننے والوں میں سلسلہ خلافت سے وابستہ ہے خود سیدنا حضرت مسیح موعود......... کا اس بارہ میں ارشاد ہے کہ:

"چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقاء نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں۔ ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔ (شہادت القرآن صفحہ 58)

پس کسی مامور کے بعد اس کی جماعت میں خلافت کا قیام ہی اس کی دائمی زندگی کی علامت ہے۔ باباجی کا یہ بیان کرنا کہ پکے لوگ پرگنہ بٹالہ کے گورو کو انباشی مانیں گے اپنے اندر یہی مفہوم لئے ہوئے ہے کہ وہ پکے گروہ کے لوگ اس کے بعد خلافت کے قائل ہونگے چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول...... نے ہی حضرت مسیح موعود.......... کی دائمی زندگی کو سلسلہ خلافت سے ہی وابستہ کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ:

"میں ہرگز کسی احمدی کے لئے جائز نہیں سمجھتا کہ وہ اپنے مسیح کو مردہ کہے بلکہ ضرور ہے کہ اسے زندہ کیا جائے یہ میرا حکم نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے درحقیقت انسان پر جب موت آتی ہے۔ تو اس کے اجزاء متفرق ہو جاتے ہیں مگر دیکھو کہ اس کے مرید بمنزلہ اجزاء کے تھے۔ وہ بجائے اس کے کہ متفرق ہوں۔ ان میں وحدت کی روح پھونکی گئی" (بدر 11 جون 1908ء)

حضرت خلیفۃ المسیح اول...... نے واضح ارشاد میں فرمایا ہے کہ ہمارا مسیح زندہ ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس کے وصال کے بعد اس کی جماعت میں سلسلہ خلافت کو قائم کر کے جماعت کے لوگوں کو پراگندہ اور منتشر ہونے سے بچالیا۔ اور وہ سب کے سب ایک ہاتھ پر جمع ہو گئے اور اس طرح ان میں وحدت کی روح پھونک دی گئی۔ اور یہ ہمارے مسیح.......... کی ابدی زندگی کی ایک زبردست علامت ہے۔ اور جو لوگ خلافت کے منکر ہیں۔ وہ حقیقت میں حضور.......... کے ابدی زندگی کے انکاری ہیں۔ اور ان کا خلافت کا انکار اپنے وہم کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ وہ خلافت اولیٰ کے زمانہ میں خود بھی اس کے قائل رہ چکے ہیں اور حضرت حکیم مولانا نورالدین.......... کو خلیفۃ المسیح تسلیم کر چکے ہیں۔ اور اس خلافت اولیٰ کو تسلیم کرنے کے بعد خلافت ثانیہ کا انکار ان کے "کچے" ہونے کو واضح کر رہا ہے۔

تیسری بات باباجی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کی ہے کہ پکے گروہ سے تعلق رکھنے والے لوگ اس مصلح ربانی کو نئی زمین اور نیا آسمان بنانے والا تسلیم کریں گے۔ ظاہر ہے کہ باباجی کی اس سے مراد یہ مادی زمین اور مادی آسمان نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ تو خود باباجی سے بہت پہلے عالم وجود میں آچکے تھے۔ لہذا اس سے مراد اس مصلح ربانی کا روحانی دنیا بسانا ہی ہو سکتا ہے اور اس بارہ میں حضرت مسیح موعود.......... کے واضح ارشادات بھی موجود ہیں چنانچہ حضور فرماتے ہیں کہ:

"ایک دفعہ کشفی رنگ میں میں نے ایک نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کیا ہے اور پھر میں نے کہا کہ آو انسان پیدا کریں اس پر نادان مولویوں نے شور مچا دیا کہ دیکھو اب اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ کشف کا مطلب یہ تھا کہ خدا میرے ہاتھ پر ایک ایسی تبدیلی پیدا کرے گا کہ گویا آسمان اور

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

مئی سنہ ۱۹۹۳ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

پبلشر:- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:- قاضی منیر احمد

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس - ربوہ

مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی - ربوہ

اس ماہ کے شمارے میں

- اداریہ ـــ ص۲
- امام الکلام ـــ ص۷
- کلام الامام ـــ ص۸
- عربی منظوم کلام ـــ ص۹
- فارسی منظوم کلام ـــ ص۱۰
- "میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں" ـــ ص۱۱
- خلافت احمدیہ سے متعلق حضرت باباگورو نانک کی پیشگوئی ـــ ص۱۹
- اسمعوا صوت السماء ـــ ص۳۳
- سالانہ اجتماع کراچی ـــ ص۳۶
- نتیجہ امتحان سہ ماہی ـــ ص۴۰

جلد نمبر ـــــ ۳۴

شمارہ نمبر ـــــ ۵

شرح چندہ

پاکستان ـــــــ تیس ۳۰ روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ ـــــــ تین روپے

زمین نئے ہو جائیں گے اور حقیقی انسان پیدا ہوں گے" (چشمہ مسیحی حاشیہ صفحہ 35)

ایک اور مقام پر حضور نے فرمایا کہ:-

"خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ نئی زمین اور نیا آسمان بنا دے۔ وہ کیا ہے نیا آسمان؟ اور کیا ہے نئی زمین؟ نئی زمین سے مراد پاک دل مراد ہیں جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے تیار کر رہا ہے اور خدا ان سے ظاہر ہوگا۔ اور نیا آسمان وہ نشان ہیں جو اس کے میرے ہاتھ سے اسی کے اذن سے ظاہر ہو رہے ہیں"۔ (کشتی نوح صفحہ 7)

الغرض یہ نئی زمین اور نیا آسمان ایک روحانی نظام ہے جو حضرت مسیح موعود............ کے بابرکت ہاتھوں سے جماعت احمدیہ کے قیام کی شکل میں ظہور میں آیا۔ اور جس کے تسلسل اور دائمی قیام کی بنیادی اینٹ حضور کے بعد قدرت ثانیہ یعنی سلسلہ خلافت ہے۔ اگر اس بنیادی اینٹ کو ہلا دیا جائے تو اس نظام کی تمام عمارت دھڑام سے آگرے گی اور تمام قوم کا شیرازہ کھل جائے گا۔ اور وہ پراگندہ اوراق کی مانند منتشر ہو جائے گی۔

پس باباجی کا یہ بیان کرنا کہ اس پورے گرو کے ماننے والے پکے لوگ اسے سرشٹ کا کرتا کرتے ہارا تسلیم کریں گے۔ اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ وہ اسے ایک روحانی نظام کا قائم کرنے والا یقین کریں گے اور وہ خود بھی اس نظام میں منسلک ہوں گے اور دوسروں کو بھی اس میں شامل ہونے کی دعوت دیں گے۔

باباجی نے اس کے مقابل پر کچے لوگوں کی تیسری بات یہ بیان کی ہے کہ وہ اس پورے گورو کے ماننے والوں کی اندھا دھند مخالفت میں لگ جائیں گے۔ گویا کہ ان کا مشن عداوت میں تبدیل ہو جائے گا۔

1914ء سے لے کر اب تک تاریخ احمدیت اس بات پر شاہد ہے کہ جن لوگوں نے حضرت خلیفہ المسیح اول........ کی وفات کے بعد مسئلہ خلافت میں اختلاف کیا اور الگ ہو گئے۔ انہوں نے اس کے بعد آہستہ آہستہ اپنا مقصد ہی ہماری جماعت کی مخالفت بنا لیا بلکہ سیدنا حضرت مسیح موعود............ کے اسی لخت جگر کو اپنا تختہ مشق بنایا جسے وہ خود حضرت مسیح موعود.......... کی صداقت کی ایک واضح دلیل قرار دیا کرتے تھے۔ اور لوگوں سے یہ کہا کرتے تھے۔

"اب وہ سیاہ دل لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری کہتے ہیں اس بات کا جواب دیں کہ اگر یہ افتراء ہے تو یہ سچا جوش اس بچہ کے دل میں کہاں سے آیا۔ جھوٹ تو ایک گند ہے پس اس کا اثر تو چاہیئے تھا کہ گند ہوتا نہ یہ کہ ایک پاک اور نورانی جس کی نظیر نہیں ملتی"۔ (ریویو جلد 5 صفحہ 3)

باباجی نے اس پیشگوئی کے تسلسل میں اس بات کی بھی وضاحت کردی کہ جو لوگ اس مصلح ربانی کے سلسلہ سے الگ ہوں گے وہ پھر واپس نہیں لوٹیں گے۔ البتہ اللہ تعالیٰ اس کی جماعت میں ان کے نعم البدل لوگ شامل کر کے اسے مضبوط کردے گا۔ جیسا کہ باباجی نے فرمایا

"جو پورکھ ٹوٹن گے سو پھیر ناہی ملن گے جیسے پنکھی کے پر ٹوٹدے ہن سو پھیر نویں سریوں اگدے ہن تویں نویں سرے کھیت جمادے گا۔ (جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ 567)

خلاصہ پیشگوئی

بابا نانک صاحب کی اس پیشگوئی کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں پیدا ہونے والے اور سیف کا کام قلم سے دکھانے والے مرد کے چیلے اور پورے گورو (یعنی امتی نبی) کا جب وصال ہوگا تو اس کے بعد اس کی جماعت میں ایک ایسا نظام قائم ہوگا۔ جو غیر منقطع ہوگا ظاہر ہے کہ یہ نظام خلافت ہی ہوسکتا ہے۔ ورنہ کسی ایک شخصیت کے دوام کا حاصل ہونا محال ہے۔ گویا باباجی نے یہی بیان کیا ہے کہ اس پورے گورو کے بعد اس کی جماعت میں نظام خلافت قائم ہوگا۔ اور ایسے خلفاء ہوں گے۔ جن کے قبضہ میں بیت المال ہوگا۔ اور جو لوگوں کی داد فریاد بھی سنیں گے اور جو اس کی جماعت کی نگرانی کریں گے۔ اس کے بعد وہ پورا گورو ایک نئے لباس میں دنیا میں ظاہر ہوگا یعنی اس کا ایک ایسا جانشین ہوگا جو اس کی خو بو پر ہوگا۔ اور وہ جوانی کے عالم میں ظاہر ہوگا اور اس کے خیالات اور عزائم میں کبھی بھی بڑھاپا نہ آئے گا۔ اور وہ اپنے خیالات کے لحاظ سے ہمیشہ جوان رہے گا اس کے ظہور پر بعض لوگ اسے شناخت نہ کرسکیں گے۔ کیونکہ بعض جنم ساکھیوں میں "بھیئے انگ انگ" کی بجائے "بھیئے الکھ انگ" کے الفاظ میں آئے ہیں۔ اور الکھ کے معنی "سمجھ سے بالا" جسے سمجھا نہ جاسکے بھی ہیں۔ گویا اس پورے کا نئے لباس میں ظاہر ہونا۔ بعض لوگوں کی سمجھ سے بالا ہوگا۔ اور وہ اسے پہچان نہ سکیں گے۔ اور علیحدگی اختیار کرلیں گے اس طرح اس پورے گورو کی جماعت کچے اور پکے لوگوں کے دو حصوں میں بٹ جائے گی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اختلاف کا آغاز مسئلہ خلافت پر ہوگا۔ یعنی ایک گروہ ایک وقت نظام خلافت کا منکر ہوجائے گا۔ اس سلسلہ میں باباجی نے دوسرے گروہ کے لئے پکے لفظ کا استعمال کیا ہے گویا کہ کچے لوگ تو اپنی مصلحتوں کے پیش نظر اپنے سابقہ خیالات اور عقائد کو ترک کردیں گے۔ اور جن عقائد میں انہیں اختلاف ہوگا۔ انہیں وہ اس سے قبل خود ہی درست تسلیم کرچکے ہوں گے۔ اور دوسرا گروہ پکے لوگوں کا ہوگا۔ جو اپنے کسی عقیدہ یا خیال میں کوئی تبدیلی نہیں آنے دے گا۔ باباجی نے اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ پکے

گروہ کے لوگوں کے عقائد کی بنیاد اس بات پر ہوگی کہ یہ پورا گورو "پورن پورکھ" یعنی کامل انسان ہے۔ اس نے انسانیت کے کمال کو حاصل کیا ہوا ہے۔ گویا وہ اس پورے گورو کو پورن پورکھ (نبی) اور ستگورو (رسول) تسلیم کریں گے۔ یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود......... نے گورو کے لفظ کو رسول کے مترادف ہی قرار دیا ہے۔ (ست بچن صفحہ 95) اور خدا سکھ ودوان بھی گورو کے لفظ کو رسول کے مترادف قرار دیتے ہیں۔ (رسالہ لکھاری امرتسر اپریل مئی 1943ء) اس کے ساتھ ہی وہ اسے انباشی بھی مانیں گے۔ یعنی اس کے بعد وہ سلسلہ خلافت کے قائل ہوں گے۔ کیونکہ نبوت کے ساتھ خلافت ضروری ہے اور کوئی نبوت بغیر خلافت کے نہیں ہوسکتی اور حضرت مسیح موعود......... چونکہ تابع شریعت محمدیہ نبی اور رسول ہیں۔ اس لئے حضور نے بھی اپنے بعد دوسری قدرت یعنی سلسلہ خلافت کو ضروری قرار دیا ہے۔ اور اس کے برعکس کچے گروہ سے تعلق رکھنے والے لوگ ایک وقت سلسلہ خلافت کا انکار کردیں گے حالانکہ اس سے پہلے وہ اسے تسلیم کرچکے ہوں گے کیونکہ بغاوت کی رو سے کچے کے معنے ایک راستہ اور مسلک کو اختیار کرنے کے بعد ترک کرنے والا بھی ہیں اور اسکے بعد وہ اس پورے گورو کی نبوت سے بھی انکار کردینگے یعنی انکا اس پورے گورو کی نبوت سے انکار دراصل خلافت سے منحرف ہونے کا ایک لازمی نتیجہ ہوگا۔ وہ اسے پورن پورکھ (نبی) اور ستگورو (رسول) ماننے کی بجائے صرف ایک راجہ تسلیم کریں گے۔ گویا کہ وہ اس کا سرے سے انکار نہیں کریں گے۔ بلکہ اسکے درجہ کو کم کرنیکی کوشش کرینگے حالانکہ وہ اختلاف سے قبل خلافت اور نبوت دونوں مسائل کو صحیح تسلیم کرچکے ہوں گے۔ اور انکے بعد کے تبدیل شدہ عقائد کی بنیاد کسی دلیل پر نہ ہوگی۔ بلکہ وہ محض بھرم کا شکار ہوکر اپنے مسلک کو تبدیل کریں گے۔ یاد رہے کہ بھرم کے معنے لغات میں یہ مرقوم ہیں کہ:

1۔ گھومنا۔ پھر جانا۔ مغالطہ۔ جھوٹا گیان۔ کچھ اور کو اور سمجھنا۔ شکوک وشبہات

(میاں کوش صفحہ 2714)

یعنی وہ اپنے وہم کی پیروی کرنے والے ہوں گے۔ اور جو کچھ درست سمجھ رہے ہوں گے۔ وہ حقیقت کے خلاف ہوگا۔ گویا ان کا اس پورن پورکھ کو راجہ تسلیم کرنا حقیقت پر مبنی نہ ہوگا۔ اور وہ پورن پورکھ (نبی) ہوگا۔

بابا جی نے اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ "پکے" گروہ سے تعلق رکھنے والے لوگ اس پورے گورو کو نئی زمین اور نیا آسمان بنانے والا بھی تسلیم کررہے ہوں گے اور وہ نئی زمین اور نیا آسمان ایک روحانی نظام پر مشتمل ہوگا۔ اور "کچے" گروہ کے لوگ اپنی زندگی کا مقصد "پکے" گروہ کے لوگوں کی

نندہ کرنا بنالیں گے اور نندہ کے معنی لغات میں خوبی کو عیب خیال کرنا ہے۔

(ملاحظہ ہومیان کوش صفحہ 2119)

گویا کہ کچے گروہ کے لوگ پکے لوگوں کی مخالفت میں اس حد تک بڑھ جائیں گے۔ ان کی خوبیاں بھی انہیں عیوب نظر آئیں گی۔ اور وہ ان پر الزام تراشنے میں اپنا وقت اور روپیہ صرف کریں گے۔ بابا جی کچے گروہ کے لوگوں کے متعلق یہ بیان کر چکے ہیں کہ وہ بھرم میں مبتلاء ہوں گے اور بھرم کے معنے ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ کچھ کو کچھ اور سمجھنا ہے۔ اس سلسلہ میں بابا جی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جو لوگ اختلاف کریں گے اور نظام خلافت سے الگ ہو جائیں گے وہ پھر واپس نہیں لوٹیں گے۔ البتہ اللہ تعالیٰ انکے نعم البدل لوگ جماعت میں داخل کر دے گا۔ جو پکے لوگوں کی تسلی اور تقویت کا باعث ہونگے اور جو لوگ الگ ہوں گے ان کی علیحدگی مشیت ایزدی کے ماتحت ہی ہوگی اور خدا تعالیٰ کی تقدیر خود ہی انہیں الگ کر دے گی۔ اور پکے لوگ ان کے اختلاف اور علیحدگی سے بالکل نہیں گھبرائیں گے۔ بلکہ وہ اپنے رب العزت کی اس تقدیر پر راضی رہیں گے اور ہر حالت میں خوش رہیں گے اور ان کا آپس میں ایسا تعلق ہوگا۔ جو اس دنیا میں بھی قائم رہے گا۔ اور مرنے کے بعد بھی اس کا سلسلہ منقطع نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ گورو گرنتھ صاحب میں کچے لوگوں سے تعلقات منقطع کرنے اور پکے لوگوں سے قائم کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جیسا کہ ایک جگہ مرقوم ہے کہ

نانک کچڑیاں سیوں توڑ
ڈھونڈھ سجن سنت پکیاں
اوے جیوندے وچھڑے
اوے مویاں نہ جاہی چھوٹے

(گورو گرنتھ صاحب صفحہ 2۔11)

یعنی نانک جی کہتے ہیں کہ کچے لوگوں سے اپنے تعلقات منقطع کر لو۔ اور پکے لوگوں کی تلاش کرو۔ کچے لوگوں کا تعلق عارضی ہوتا ہے۔ اور وہ اس دنیا میں ہی ختم ہو جاتا ہے اور پکے لوگوں سے قائم کیا گیا تعلق مرنے کے بعد بھی قائم رہتا ہے۔ اور اس کا اثر اخروی زندگی میں بھی ساتھ جاتا ہے۔

الغرض بابا جی کی اس پیشگوئی میں تمام باتیں ایسی ہیں۔ جو جماعت احمدیہ کے تاریخی اختلاف سے جو 1914ء میں حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات اور خلافت ثانیہ کے انتخاب پر رونما ہوا تھا اور وہ لوگ جو خود

باقی صـ ۳۹ پر

اِسْمَعُوا صَوْتَ السَّمَاءِ .....

محترم شیخ عبد القادر صاحب ـــــــ لاہور

عصر حاضر سائنسی کارہائے نمایاں کا دور ہے نہ صرف انسان کی آواز بلکہ اس کی شکل و صورت اور امپریشنش جہات میں پھیلا دیا جاتا ہے آپ مخصوص ٹیکنیک کو کام میں لائیے جہاں چاہیئے آواز اور تصویر من و عن وصول کر لیجئے۔ ہمارے امام کے خطبات ارض و سماء میں نشر ہوتے ہیں اور ساری دنیا میں سنے جاتے ہیں نہ صرف سنے جاتے ہیں بلکہ امام کے مقدس وجود کی ہر حرکت ہم دیکھ سکتے ہیں اس ٹیکنیک کی وساطت سے قرآن و حدیث اور آسمانی کتابوں کی پیشگوئیوں کو سمجھنا آسان ہو گیا ہے قرآن حکیم میں ہے کہ ایک منادی کرنیوالا مکان قریب سے ایمان کے لئے منادی کریگا یعنی دنیا کی وسعتیں سمٹ کر مکان قریب بن جائینگی اور ہر شخص یہ سمجھے گا مکان قریب سے یہ منادی ہو رہی ہے (سورہ ق) اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں شیعہ تفسیر صافی میں یہ لکھا ہے کہ ایک مناد برپا ہو گا وہ الامام المھدی اور اس کے باپ کی منادی کریگا اور بیک وقت ساری دنیا ان کی آواز سن رہی ہوگی۔ انجیل کے آخری صحیفہ "مکاشفات یوحنا عارف" میں ہے کہ ایک فرشتہ ابدی خوشخبری کی منادی کریگا اور دنیا کی ہر زبان اور ہر جہت میں وہ سنی جائیگی۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ابتدائی الہام ہے۔

"میں تیری .... کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا"

یہ الہام ہر رنگ اور ہر جہت سے پورا ہو رہا ہے اب متعلقہ ضروری حوالے ملاحظہ ہوں۔ قرآن حکیم سورہ ق میں وارد ہوا:۔

"اور غور سے سن جس دن ایک ندا دینے والا مکان قریب سے ندا دیگا" (آیت 40)

تفسیر صافی صفحہ 476 پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ندا دینے والا

قائم آل محمد (یعنی الامام المہدی) اپنا اور اپنے عظیم الشان روحانی والد ماجد کا نام لیکر نداء کرے گا اور ان کی آواز سب کو یکساں پہنچ جائیگی۔ (القرآن المبین تفسیر المتقین صفحہ 623 زیر لفظ المناد)

پھر آیت 41 کے حوالہ میں الصیحۃ بالحق کے عنوان کے نیچے لکھا ہے تفسیر صافی صفحہ 476 پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد قائم آل محمد (الامام المہدی) کی وہ آواز ہے جو آسمان کی طرف سے سنی جائیگی (ایضاً صفحہ 623)

انجیل میں مکاشفات یوحنا عارف کا حوالہ درج ذیل ہے:۔

"پھر میں نے ایک اور فرشتہ کو آسمان کے بیچ میں اڑتے ہوئے دیکھا جس کے پاس زمین کے رہنے والوں کی ہر قوم اور قبیلہ اور اہل زبان اور امت کے سنانے کے لئے ابدی خوشخبری تھی۔ اس نے بڑی آواز سے کہا کہ خدا سے ڈرو اور اس کی تمجید کرو.........اور اسی کی عبادت کرو جس نے آسمان اور زمین اور سمندر اور پانی کے چشمے پیدا کئے (مکاشفہ 6/7)

اس کا مطلب یہ ہے کہ فرشتوں کی تحریک پر زمان و مکان میں ایسی منادی ہوگی جو ہر قوم اور ہر قبیلہ اپنی اپنی زبان میں سنے گا اور اس خوشخبری سے ہدایت یافتہ ہوگا انجیل متی میں ہے۔

"اور بادشاہی کی اس خوشخبری کی منادی تمام دنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں کے لئے گواہی ہو تب خاتمہ ہوگا" (24/14)

"اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجیگا اور وہ اس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اس کنارے سے اس کنارے تک جمع کریں گے" (24/31)

کیونکہ جیسے بجلی پورب سے کوند کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا (24/27)

اس میں اشارہ لطیف ہے کہ برقیات کو بھی خدمت مامور دین متین پر لگا دیا جائیگا اور زمین و آسمان میں خدا کے دین کی منادی ہوگی جسے ہر شخص سنے گا۔

ظاہر ہے یہ آئندہ زمانہ کی پیشگوئیاں ہیں جو اپنے وقت پر پوری ہونگی ائمہ کی تفسیر اوپر گذر چکی کہ یہ الامام المہدی کا زمانہ ہے۔

اب بعض کتب کے اصل حوالے درج ہیں:۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں

مومن در زمان قائم علیہ السلام درمشر قست ہر آئنہ می بیند برادر

خودرا کہ در مغربست وھم چنیں آنکہ در مغربست می بیند برادر خودرا کہ در مشرق است (نجم الثاقب جلد اوّل صفحہ ۱۰۱)

ترجمہ:- مہدی کے زمانہ میں مشرق میں مومن مغرب میں اپنے بھائی کو دیکھے گا اور مغرب میں رہنے والا بھائی مشرق میں اپنے بھائی کو دیکھ لے گا۔ (نجم الثاقب مرزا حسین نوری طبرسی۔ ایران)

تفسیر صافی کا حوالہ گذر چکا ہے متن درج ذیل ہے۔

واستمع یوم یناد المناد القمی قال ینادی المنادی باسم القائم و اسم ابیه علیهما السلام من مکان قریب بحیث یصل نداءه الی الکل علی سواءO یوم یسمعون الصیحة بالحق القمی قال صیحة القائم من السماء ذلک یوم الخروج القمی عن الصادق علیه السلام قال هی الرجعة

(تفسیر صافی جلد ۲ سورة ق مصنفه ملا کا شان مطبوعه تهران)

قمی نے کہا ہے کہ ایک منادی امام قائم اور اس کے باپ علیہ السلام کے نام کی ندا دیگا۔ اس طرز پر کہ ان کی آواز ہر آدمی تک برابر انداز میں پہنچے گی۔ قمی نے کہا ہے کہ صیحہ سے مراد یہ ہے کہ قائم کی صیحہ یعنی انذاری آواز آسمان سے آئیگی۔

انوار نعمانیہ میں ہے:۔

ینور الله سبحانه اسما عهم و ابصارهم حتی انهم اذا کانوافی بلاد والمهدی فی بلاد اخری یکون لهم من السمع والبصر ما یرونه و یشاهدونه و انواره و یسمعون کلامه و مخاطبته و یتکلمون معه (انوار نعمانیه صفحه ۱۶۰)

زمانہ رجعت میں لوگوں کی قوۃ سامعہ اور باصرہ اتنی تیز کر دی جائے گی کہ اگر کوئی فرد ایک شہر میں ہوگا اور امام دوسرے ملک میں تو لوگ امام کو دیکھ لیں گے۔ اس کی کلام سن لیں گے۔ اس سے آزادی سے بات چیت کر سکیں گے۔

(بحوالہ تحذیرا لمسلمین عن کید الکاذبین صفحہ 70۔71 از مولانا اللہ یار خاں صاحب)

کیا یہ پیشگوئیاں عصر حاضر میں پوری ہو رہی ہیں یہ امر قابل غور و فکر ہے! امام جماعت احمدیہ اس حیرت انگیز ایجاد کی طرف اپنے خطبات میں توجہ دلا چکے ہیں۔

رپورٹ سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ ضلع کراچی

سالانہ اجتماع انصار اللہ ضلع کراچی منعقدہ 6 ستمبر 1992ء کی مختصر کارروائی پیش خدمت ہے۔

مجلس انصار اللہ مقامی کے لئے حاضری کے لئے اوّل، دوم، اور سوم انعامات مقرر کئے گئے تھے اور اس کے لئے 9 بجے کا وقت مقرر کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ ساڑھے آٹھ بجے صبح سے ہی انصار کی آمد شروع ہو گئی تھی۔ بسوں، کاروں، اسکوٹروں اور دوسری سواریوں کے ذریعے انصار پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔

9 بجے صبح تک انصار کی اچھی خاصی اکثریت مقام اجتماع میں حاضر ہو گئی تھی انصار کے ساتھ خدام اور اطفال پہنچ رہے تھے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ میلوں میل دور رہنے والی مجالس کے انصار بسوں کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ مقام اجتماع کو رنگ برنگی جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ کارکنان نے اپنے متعلقہ بیجز لگائے ہوئے تھے۔

○ تلاوت قرآن کریم سے افتتاحی اجلاس کا آغاز ہوا جو مکرم یعقوب احمد بٹ صاحب نے کی بعد میں اس کا ترجمہ بھی پیش کیا گیا اور پھر مختصر تفسیر بھی تفسیر صغیر سے بیان کی۔ تلاوت کے بعد جملہ شرکائے اجتماع نے محترم نمائندہ صاحب مجلس انصار اللہ پاکستان کی قیادت میں انصار اللہ کا عہد دوہرایا۔ بعد ازاں مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب نے درثمین میں سے سیدنا حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا منظوم شیریں کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

مکرم و محترم محمد اعظم صاحب اکسیر نمائندہ مجلس انصار اللہ پاکستان نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ جس میں سب سے پہلے اس اجتماع میں شرکت کی سعادت پر شکریہ ادا کیا۔ اور پھر فرمایا کہ تمام اقوام میں اکھٹے ہونے کے لئے اجتماعات کا طریق مختلف ہے، لیکن نہایت پاکیزہ ماحول اور خدا تعالیٰ کی خالص رضا کے لئے جو داغ بیل ڈالی گئی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈالی۔ نماز باجماعت، جمعہ اور عیدین یہ کام اکٹھے ہونے کے طریق ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ ہمارے اجتماعات کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے محسن پر کثرت سے درود شریف بھیجیں۔ آج کا یہ اجتماع ایک مجموعی عنوان یعنی تھیم (THEME) رکھتا ہے جو ہے حقوق العباد۔ پھر فرمایا

کہ اخلاقی عروج کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ ہوئی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری عمر ہمیں حقوق العباد کے علمبردار نظر آتے ہیں۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غرباء یتامیٰ اور اپنے غلاموں سے سلوک کے تاریخی حوالے دیئے اور آپؐ کے نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد کے واقعات موثر انداز میں بیان فرمائے جو حقوق العباد کا دلنشین نقشہ پیش کر رہے تھے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان نمونوں سے فائدہ اٹھایا جائے ان پر عمل پیرا ہوا جائے اس اجلاس کا اختتام دعا پر ہوا۔

○ دوسرا اجلاس بعنوان "............... کا اقتصادی نظام" زیر صدارت محترم نعیم احمد خان صاحب ناظم ضلع کراچی شروع ہوا جس میں موڈریٹر کے فرائض مکرم ایئر مارشل (ریٹائرڈ) ظفر چوہدری صاحب نے ادا فرمائے درج ذیل ماہرین نے اپنی آرا پیش کیں۔

مکرم ڈاکٹر عبدالکریم صاحب۔ موضوع "........ کے اقتصادی نظام کا بنیادی فلسفہ"

مکرم سیدنا حضرت اللہ پاشا صاحب۔ موضوع "ربوبیت"

مکرم ظفر اقبال سیفی صاحب۔ موضوع "سود، مضاربہ، مشارکہ

یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ پہلا اجتماع ہے جس میں دلچسپ طریق اپنایا گیا کہ جس میں مختلف معلوماتی اور دور جدید سے متعلق موضوعات رکھے اور ان پر ماہرین اقتصادیات کو بولنے کا موقع دیکر ان کے موضوعات سے متعلق پبلک سطح پر سوالات کا جوابات کا اسٹیج فراہم کیا گیا۔

اس دلچسپ مجلس کا آغاز موڈریٹر مکرم ائیر مارشل (ریٹائرڈ) ظفر چوہدری صاحب نے اس طرح کیا کہ آپ نے سب سے پہلے "........." کے اقتصادی نظام" جو سیشن کا عنوان تھا، کے بارے میں فرمایا۔ کہ اس مجلس کی نوعیت آراء مجلس کی سی ہے یہ ضروری نہیں کہ مقررین کی آراء آپ کے لئے قابل قبول ہوں۔ آج کل ہمیں اقتصادیات میں نئی نئی صورتوں سے واسطہ پڑتا ہے ہمیں اس کا علم ہونا چاہیئے کہ کون کونسی صورتیں مناسب اور ٹھیک ہیں اور دین حق کے مطابق ہیں۔ مثلاً ربو (سود) مضاربہ اور مشارکہ کے بارے میں باری باری ماہرین اپنے موضوعات کو آراء کی شکل میں پیش کریں گے اور پھر ہر ماہر کی پیش کردہ آراء کی روشنی میں احباب کو سوالات کا موقع دیا جائے گا اور ماہرین ان کا جواب دیں گے۔ وقت چونکہ اس پروگرام کے لئے معین ہے اس لئے بارہ بجے تک جتنے بھی سوالات کے جوابات ممکن ہو سکے دیئے جائیں گے۔ (سوالات کے لئے علیحدہ کاغذ اور پنسل احباب کو فراہم کر دیئے گئے تھے)

بعد ازاں جناب موڈریٹر نے ماہرین کا باری باری معہ ان کے موضوعات تعارف کروایا۔

○ محترم ڈاکٹر عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ یہ وسیع مضمون ہے اس لئے میں بنیادی اصولوں پر

ہی اکتفا کروں گا، قرآنی احکامات کی نشاندہی کروں گا اور تفسیر صغیر سے فریم ورک بتاؤنگا۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ انسان اپنی محنت سے رزق کماتا ہے اس لئے اسے حق ہے کہ وہ اس جسطرح چاہے خرچ کرے۔

محترم ڈاکٹر صاحب نے اس سلسلہ میں سوشلزم کا موقف پیش کیا اور پھر قرآن کریم کی روشنی میں قرآنی مؤقف بھی بیان کیا اس ضمن میں انہوں نے قرآنی سورتوں میں سے آیات اور ان کے ترجمے بھی سنائے اسطرح اپنے موضوع کے لئے مختلف احکامات پیش کئے۔

○　محترم سید حضرت اللہ پاشا صاحب نے قرآن کریم میں بیان کردہ اللہ تعالیٰ کی صفات ربوبیت بیان کیں اور معاشرتی عدل، احسان اور محبت کی تفصیلات بتائیں۔ جماعت احمدیہ کے قائم کردہ طوعی طور پر نظام وصیت کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ ہم اس نظام کے ADVANCE ہیں اور ہم اس نظام کو دنیا میں پھیلا کر اس بات کو ظاہر کریں گے کہ ہم نے دین حق کا اقتصادی نظام قائم کر دیا ہے۔

○　محترم ظفر اقبال سیفی صاحب نے دین حق کے اقتصادی نظام سے دنیا میں سودی نظام کا تقابل پیش کرتے ہوئے کہ دین حق کے نظام سے انصاف قائم ہوا ہے اور دولت کی صحیح تقسیم ہوئی ہے کیونکہ دین حق کے اقتصادی نظام کی بنیاد مساوات پر قائم ہے۔ جبکہ دنیاوی سودی نظام سے ناانصافی اور غربت قائم ہوئی ہے۔

جناب سیفی صاحب نے قرآن کریم میں بیان کردہ سود سے متعلق آیات کا ترجمہ پیش کیا اور مضاربہ اور مشارکہ پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اور فرمایا کہ جماعت احمدیہ کا قیام اسی لئے ہوا ہے کہ وہ صحیح اقتصادی نظام قائم کرے۔

اس اجتماع سے محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت نے بھی خطاب فرمایا جو ان دنوں کراچی میں موجود تھے۔ مکرم مولانا صاحب موصوف نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہمارا خدا رب العالمین ہے اور ہمارا رسول رسولوں کے شہنشاہ حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ رحمت اللعالمین ہے آنحضور کی شفقت کا دامن ہر ذی روح سے لیکر انسانوں تک محیط ہے اور ماضی، حال اور مستقبل پر محیط ہے اور ازل سے ابد تک پوری طرح حاوی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر نوعیت کا کمال ختم ہوگیا ہے مکرم مولانا صاحب نے شفقت علی خلق اللہ کے سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانوروں، حیوانوں، دشمنوں، بچوں، غرباء ویتیموں، مزدوروں، غلاموں وغیرہ سے حسن سلوک کا نقشہ مؤثر انداز میں کھینچا۔ محترم صدر مجلس نے صدارتی تقریر فرمائی اور دعا کروائی۔

○　تیسرا اجلاس بعنوان حقوق العباد زیر صدارت مکرم محمد اعظم صاحب اکسیر نمائندہ مجلس انصار اللہ

ادا ریہ

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا....

جناب ارشاد احمد حقانی روزنامہ جنگ میں "حرف تمنا" کے کالم میں "پاکستان" میں اسلامی معاشرہ وجود میں کیوں نہ آسکا؟" کے زیر عنوان جناب سعید ملک کی کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:-

"اس میں تو شک نہیں کہ پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں کی عظیم اکثریت اسلام کو برپا کرنا چاہتی ہے لیکن اس چاہنے کی کیفیت یہ ہے کہ فکر و عمل کے دائروں میں اجتماعی حیثیت سے قوم کا اسلامی نظریات سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے فکری طور پر قوم کے تعلیم یافتہ طبقے کے اذہان پر مغربی فلسفہ زندگی غالب آچکا ہے ...... یہی وجہ ہے کہ ہمارے تعلیم یافتہ طبقہ میں ایک فی صد بھی ایسے افراد نہیں ملتے جو اپنی اپنی ذہنی سطح کے مطابق ہی سہی اسلام کا ایک نظام زندگی حیثیت سے کوئی واضح تصور رکھتے ہوں اور بحالات موجودہ اسکی توقع بھی کیسے کی جاسکتی ہے اور پھر صرف اسلام سے لاعلمی ہی نہیں پائی جاتی بلکہ اس طبقے سے تعلق رکھنے والوں کی عظیم اکثریت کو سرے سے اس بات پر ہی اطمینان حاصل نہیں ہے کہ اسلام دور حاضر کے تقاضوں کو پورا کرسکتا ہے ...... اسلام کو برپا کرنے کا دعوی کرنے کے باوجود پاکستان میں حالت یہ ہے کہ فکر و اخلاق، سیرت و کردار اور طرز معاشرت تک کی حیثیت سے صرف یہ نہیں کہ ہم اسلام کو اپنا نہیں رہے بلکہ الٹا ہم اسکے مخالف سمت میں بڑھ رہے ہیں..... ہمارا دعویٰ صرف یہ ہے کہ پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد ہم نے اسلام کی طرف قدم نہیں بڑھایا بلکہ ہم اس سے اور دور چلے گئے ہیں اور چلے جارہے ہیں...... اخلاق باختگی کا یہ عالم ہے کہ ہماری انفرادی و اجتماعی زندگی کے ایک ایک شعبہ کو بد اخلاقی گھن کی طرح کھائے چلی جارہی ہے ..... ہر کام کرتے وقت اخلاقی قدروں کو پامال کرنا ہماری فطرت ثانیہ بنتی جارہی ہے اور بد دیانتیوں کی بعض صورتیں تو ہمارے ہاں عملاً بالکل مباح قرار پاگئی ہیں..... ان حالات میں جو شخص قوم کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ یہاں اسلام آرہا ہے اور یہ قوم اسلام کے انتظار میں آنکھیں فرش راہ کئے ہوئے ہے وہ یا تو ہمارے اجتماعی رجحانات اور اسلام سے ناواقف ہے اور یا پھر اپنی کسی سیاسی مصلحت کے پیش نظر جان بوجھ کر غلط بیانی سے کام لے رہا ہے..... یہ ایک عجیب مضحکہ خیز پوزیشن ہے کہ جب ہمارا کوئی عوامی اجتماع اسلام کے حق میں فلک شگاف نعرے لگا کر منتشر ہوتا ہے تو اسکا ایک ایک فرد الاماشاء اللہ اپنی عملی زندگی میں ایک ایک قدم پر اسلام کی اخلاقی قدروں کو پامال کرتا ہے اگر اس قسم کی عوامی تائید سے کوئی

پاکستان شروع ہوا۔ ازاں بعد حقوق العباد کے مختلف پہلوؤں پر بالترتیب محترم حیدر علی صاحب ظفر مربی سلسلہ، محترم عبدالسلام صاحب مربی سلسلہ، محترم عارف طاہر صاحب مربی سلسلہ، اور مکرم محمد لقمان صاحب مربی سلسلہ نے تقاریر کیں۔ اطفال الاحمدیہ اور انصاراللہ کے درمیان تقریری مقابلہ بھی کرایا گیا جو بڑا دلچسپ رہا۔

○ اختتامی اجلاس زیر صدارت محترم چوہدری احمد مختار صاحب امیر ضلع کراچی شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم محمد اعظم صاحب اکسیر نے "انسانیت کے دکھوں کا علاج۔ نظام وصیت" کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ اور اپنے موضوع کی تائید میں رسالہ الوصیت اور نظام نو کے حوالے پڑھ کر سنائے۔ بعد ازاں محترم امیر صاحب ضلع کراچی نے اپنے دست مبارک سے جیتنے والوں میں انعامات تقسیم فرمائے۔ اختتامی دعا پر یہ اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا اس اجتماع میں 565 انصار سمیت خدام و اطفال اور مہمانوں کی حاضری 800 تھی۔

بقیہ :۔ یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا

ہے۔ کشمیر، بوسنیا اور فلسطین کے دردناک حالات پر ایک مرد قلندر کے سینہ بریاں کے ابال کو آسمانی رفعتوں میں ارتعاش پیدا کرتے تو ایک عالم دیکھ رہا ہے۔ تمام دنیا کے براعظموں کا ہر کونہ تو اس ٹیس اور درد سے بلبلا اٹھا ہے اور اس کی آواز کے ہم ساز ہو کر بیچارے نہتے احباب کے زخموں پر مرہم لگانے میں کوشاں ہے۔ اس مردِ قلندر کی آواز آپ کے قلوب میں کیوں ہیجان پیدا نہیں کرتی۔ اس کا معاملہ آپ کے اور خدا کے سپرد ہے۔ لیکن اب تو اس میں ذرا بھر بھی شک نہیں کہ اس زمانہ میں ایک ہی مردِ حق ہے اور اس کی آواز ہی حق کی آواز ہے جس کو پھیلانے کے لئے خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا فرمائے کہ گاہے گاہے تمام عالم کو اس آسمانی آواز سے مسحور کیا جاتا رہے۔ اور اس کے سحر افزوں ماحول میں تمام سعید فطرت روحیں ایک پرچم تلے جمع ہو جائیں تا دنیا میں ایک ہی مذہب ہو اور ایک ہی پیشوا!

بقیہ :۔ خلافت احمدیہ سے متعلق حضرت باباگورونانک کی پیشگوئی

کو جماعت کے روح رواں خیال کرتے تھے۔ نظام خلافت کا انکار کر کے جماعت سے الگ ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت سے وابستہ رکھے اور ہمارا انجام بخیر ہو۔

نتیجہ امتحان سہ ماہی چہارم 1992ء

مجلس انصار اللہ

مجلس انصار اللہ پاکستان کے زیر اہتمام مرکزی امتحان سہ ماہی چہارم 1992ء میں خدا کے فضل سے 172 مجالس کے کل 2336 انصار شریک ہوئے۔ جن میں سے مندرجہ ذیل انصار نے نمایاں پوزیشنز اور خصوصی گریڈ حاصل کئے۔ ان کے اسمائے گرامی بغرض دعا وریکارڈ شائع کئے جا رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ انصار کو علم وفضل میں اضافہ کے مرکزی پروگراموں میں شرکت کی توفیق عطاء کرے۔ آمین

اول:۔ مکرم ڈاکٹر مورانی نثار احمد صاحب راٹھور	(نوکوٹ)
دوم:۔ مکرم ایم غلام نبی صاحب	(غوطہ فتح گڑھ)
سوم:۔ مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب	(گلشن اقبال کراچی)

خصوصی گریڈ حاصل کرنے والے انصار

مکرم حاجی ملک عبدالعزیز صاحب (دوالمیال)
مکرم سید عزیز حسین شاہ صاحب (نصیرہ)
مکرم مسعود احمد صاحب ظفر (عزیز آباد کراچی)
مکرم عبدالمالک خان صاحب (ماڈل کالونی کراچی)
مکرم سید محمد وارث شاہ صاحب (ماڈل کالونی کراچی)
مکرم قریشی فصیح الدین احمد صاحب (نارتھ کراچی)
مکرم سید محمد ابراہیم صاحب (نارتھ کراچی)
مکرم مسعود احمد خورشید صاحب (مارٹن روڈ۔ کراچی)
مکرم محمد رفیق صاحب بھٹی (فیصل آباد)
مکرم مشتاق احمد صاحب ہاشمی (فیصل آباد)
مکرم چوہدری احمد الدین خان صاحب (فیصل آباد)
مکرم رانا مبارک احمد صاحب (علامہ اقبال ٹاؤن لاہور)
مکرم طاہر احمد صاحب (علامہ اقبال ٹاؤن لاہور)
مکرم محمد رشید طارق صاحب (سلطانپورہ لاہور)
مکرم مقبول احمد صاحب (بہاولنگر)
مکرم محمد ابراہیم صاحب بھٹی (بشیر آباد سندھ)
مکرم پیر محمد صاحب (نور نگر)
مکرم نذیر احمد صاحب (برہان نگر)
مکرم بشیر احمد صاحب (گجرات)
مکرم نذیر احمد صاحب (رحیم یار خان)
مکرم بشیر احمد صاحب ملک (کوئٹہ)
مکرم احمد بخش صاحب (ڈیرہ غازیخان)

مکرم عبدالصمد صاحب (کریم نگر فیصل آباد)
مکرم محمد حمید اللہ ظفر صاحب (چک 565 تحصیل جڑانوالہ)
مکرم عزیز احمد صاحب طاہر (ٹوبہ ٹیک سنگھ)
مکرم چوہدری عبدالقدیر صاحب (راولپنڈی)
مکرم عبدالمنان صاحب فیاض (اسلام آباد)
مکرم صلاح الدین صاحب (گول بازار)
مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب (دارالبرکات)
مکرم محمد یعقوب صاحب (دارالرحمت وسطی)
مکرم بشارت احمد صاحب قمر (دارالنصر غربی)
مکرم ماسٹر بشارت احمد صاحب (دارالعلوم)
مکرم چوہدری محمود احمد باجوہ صاحب (دارالعلوم)

مکرم عبدالرحیم صاحب بھٹہ (بورے والا)
مکرم سلطان احمد صاحب (چک 363 تحصیل بورے والا)
مکرم غلام احمد صاحب (ایل پلاٹ اوکاڑہ)
مکرم محمد حسین صاحب گل (اوکاڑہ)
مکرم محمد مشتاق صاحب (شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین)
مکرم غلام مصطفی صادق صاحب (دارالصدر)
مکرم محمد یعقوب صاحب امجد (دارالصدر جنوبی)
مکرم ملک محمد اعظم صاحب (دارالعلوم غربی)
مکرم چوہدری غلام علی صاحب (دارالعلوم غربی)
مکرم برکت اللہ صاحب (دارالصدر شمالی)

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ۔ پاکستان)

⊙

نصیحت کریں اور کثرت سے کریں

"آج بھی وقت ہے کہ اس کو سمجھیں اور اس کے مطابق ایک عام نصیحت کی مہم جاری کریں اور ہر ملک کے باشندے اپنے ملک سے وفا کا اظہار کرتے اور اس ملک کی راؤں اور اس ملک کے خیالات کی اصلاح کی خاطر ایک مہم جاری کریں تو جماعت احمدیہ اس دَور میں ایک عظیم الشان خدمت کرنے والی ہوگی جو وطن کی بھی خدمت ہوگی۔ انسانیت کی بھی خدمت ہوگی۔ سچائی اور حق کی خدمت ہوگی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی خدمت ہوگی اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے بغیر دنیا درست نہیں ہوسکتی۔ ہم مذکرین کی جماعت ہیں۔ ہم خدائی فوجداروں کی جماعت نہیں ہیں۔ پس تلواریں لے کر دنیا کی اصلاح کا عزم لے کر نکلنے والوں کو اُن کا عزم مبارک ہو۔ لیکن مَیں جانتا ہوں کہ اُن کے خیال میں جو مبارک عزم ہے وہ خدا کی تقدیر کے نزدیک نامسعود اور نامبارک عزم ہے کیونکہ یہ محمد رسول اللہ کا اسوہ نہیں ہے یہ آپ کے دشمنوں کا نسخہ تھا۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالمی اصلاح کا جو نسخہ دیا گیا وہ تو یہی ہے کہ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى۔ نصیحت کر اور نصیحت کرتا چلا جا۔ کیونکہ نصیحت ضرور فائدہ پہنچاتی ہے۔ پس تمام عالم کی جماعتوں کو مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ نصیحت کریں اور کثرت سے کریں۔

.... لیکن اس کے ساتھ مَیں جو اور اہم تعلیم آپ کو دیتا ہوں وہ دُعا کی تعلیم ہے۔ دُعا ہی ہے جو کمزوروں کی آواز میں طاقت پیدا کرسکتی ہے۔ دعا ایک ایسی طاقت ہے جو ایک تنکے کو شہتیر کی طاقت عطا کرسکتی ہے اور دعا ہی سے قطرے سمندر بنا کرتے ہیں۔ آپ کی نصیحت کے قطرے بیکار جائیں گے اور اِرد گرد کی پیاسی زمین اُن کو جذب کرکے ان کا نشان بھی باقی نہیں چھوڑے گی۔ ہاں اگر دعا کی برکت ان کو حاصل ہوئی تو پھر ضرور سمندر بنیں گے۔ ضرور کل عالم کی پیاس بجھانے کی صلاحیت حاصل کرلیں گے۔ پس دعاؤں کے ذریعہ اپنے ہم وطنوں کی بھی مدد کریں۔ ظالموں کے ہاتھ روک کر مظلوموں کی بھی مدد کریں اور نصیحت کرتے چلے جائیں تاکہ دنیا میں سچ کا بول بالا ہو اور بالآخر انسان کو عقل آجائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵۔ جنوری ۱۹۹۳ء)

نظام برپا ہو سکتا تو غالباً صفحہ ارض پر آج کوئی خطہ یا ملک ایسا نہ ہوتا جہاں زندگی کے کسی نہ کسی اصول کی کارفرمائی نہ ہوتی اور پھر اس عوامی تائید سے گزشتہ تیرہ سو سال میں اسلام کبھی بھی محروم نہیں ہوا لیکن اسکے باوجود مسلمان خلافت راشدہ کے بعد اسلامی نظام کبھی بھی برپا نہ کر سکے...... یہ پوزیشن نہایت ہی مضحکہ خیز ہے کہ ایک طرف تو ہمارے دینی بزرگ موجودہ حکمران طبقہ کو دین سے بے تعلق اور اسلام سے منحرف قرار دیتے ہیں اور تقریر اور تحریر کے ذریعہ یہ ثابت کیا جارہا ہے کہ یہ لوگ اپنی نجی اور عوامی زندگی میں رات دن خلاف اسلام حرکات کے مرتکب ہو رہے ہیں لیکن دوسری طرف انہی لوگوں سے یہ مطالبہ کیا جارہا ہے کہ وہ اسلام کو اس ملک میں نظام کے طور پر اپنائیں حالانکہ ساری انسانی تاریخ میں چشم فلک نے آج تک ایک ایسا واقع بھی نہیں دیکھا کہ کوئی گروہ یا طبقہ کسی ایسے نظام کو قائم کرنے میں کامیاب ہوا ہو جس پر وہ خود بصمیم قلب ایمان نہ رکھتا ہو اور جسکی خاطر اس نے قربانیاں نہ پیش کی ہوں یہ کام مجبوری اور دباؤ کے تحت انجام ہی نہیں پاسکتا بلکہ اسکے لئے پختہ ایمان و عقیدہ اور قلب و ذہن کی مکمل آمادگی کی ضرورت ہوتی ہے اس کام کو وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اپنا مقصد زندگی بنائیں اور اپنی تمام دوسری دلچسپیوں کو خیر باد کہہ کر اس کام کو اپنی جملہ توجہات کا مرکز قرار دے دیں۔

یہ عجیب و غریب واقعہ صرف ہمارے ملک ہی کے اندر دیکھنے میں آرہا ہے کہ ہماری دینی جماعتیں اسلام کے لئے کوئی قابل ذکر مثبت کوششیں کرنے اور فکری انقلاب کے لئے تگ و دو کرنے کی بجائے دوسروں سے یہ مطالبہ کرنے پر اپنا سارا زور اور وسائل صرف کر رہی ہیں کہ وہ اسلام کو برپا کریں حالانکہ دنیا انقلاب اور اصلاح و تعمیر کے کام کے سلسلے میں آج تک صرف ایک ہی طریق کار پر عمل پیرا رہی ہے کہ وہ مثبت طور پر اپنے نظریات پیش کریں قائم شدہ نظام پر تنقید کریں۔ تعلیم یافتہ اور سوسائٹی میں اثر رکھنے والے طبقے کے نظریات اور انداز فکر میں انقلاب پیدا کریں عوام کو یقین دلانے کی کوشش کریں کہ زندگی کے مسائل کو انکے اصول ہی بہتر طور پر حل کر سکتے ہیں" (روزنامہ جنگ لاہور یکم مئی 1993 صفحہ 4)

پھر فرماتے ہیں :۔

"اب ہم فرض کئے لیتے ہیں...... کہ افراد رائے دیتے وقت اپنے ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھ دیں اور ایسے لوگوں کو منتخب کرنے پر آمادہ ہو جائیں جو اسلام چاہتے ہوں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلامی نظام کی مشینری کو چلانے کیلئے آپ وہ موزوں کل پرزے کہاں سے لائیں گے جنکی تیاری پر آپ معمولی سے معمولی توجہ بھی صرف نہیں کر رہے کوئی نظام ہوا میں قائم نہیں ہوا کرتا اس کے لئے فکر و عمل کی مضبوط بنیادوں کی ضرورت ہوتی ہے آخر کس معجزے کے ذریعہ ایسی قیادت خود بخود وجود میں آجائے گی

جو اپنے اندر فکری، سیاسی معاشی اور معاشرتی دائروں میں اس قدر ٹھوس کام کرنے کی استعداد رکھتی ہوگی کہ اس سے ایک نظام قائم ہوجائے......
دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ایسے نمائندے کہاں سے آئیں گے..... ہم موجودہ حالات میں انتخابات کے ذریعہ اسلامی نظام قائم کرنے کا دعویٰ کرنے والے حضرات سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ کیا وہ پانچ صد ایسے افراد بھی قوم کے سامنے پیش کرسکتے ہیں جن میں ایک اسلامی حکومت کی مقننہ اور انتظامیہ کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی فکری و عملی صلاحیتیں پائی جاتی ہوں۔

(روز نامہ جنگ لاہور 3 مئی 1993ء صفحہ)

جناب ارشاد حقانی صاحب کا یہ مضمون بڑا فکر انگیز ہے اور روزمرہ کے دعاوی اور نعروں اور تعلیوں کا کھوکھلا پن ظاہر کرنے کی لئے مسکت استدلال ہے اس کے بعد بھی اگر کوئی یہ ادعاء رکھتا ہے تو انہوں نے اسی مضمون میں لکھا ہے بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است انکی یہ دلیل کہ ساری انسانی تاریخ میں چشم فلک نے آج تک ایک ایسا واقعہ بھی نہیں دیکھا کہ کوئی گروہ یا طبقہ کسی ایسے نظام کو قائم کرنے میں کامیاب ہوا ہو جس پر وہ خود بہ صمیم قلب ایمان نہ رکھتا ہو اپنے اندر بڑا وزن رکھتی ہے اور یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ معاشرہ جو اخلاقی لحاظ سے پستی کی انتہائی سطحوں کو چھو رہا ہو اور ہر قسم کی برائی اسی سے نکلتی ہو اور اسی میں داخل ہوتی ہو یک بیک صرف قانون پاس ہونے سے اخلاقی اقدار کا حامل ہو جائے۔ مذہبی تاریخ میں بھی گوش عالم نے کوئی ایسا واقعہ نہیں سنا کہ اخلاقی لحاظ سے انحطاط پذیر معاشرہ سے خود بخود روحانی اقدار کے حامل معاشرہ نے جنم لیا ہو آج یہ کیسے ہوسکتا ہے ایسا دعویٰ کیا حقیقت رکھتا ہے بلکہ ہر دعویٰ پہلے سے زیادہ ابتر حالت پر منتج ہوتا ہے۔ کسی معجزے سے خود بخود روحانی قیادتیں نہیں ابھرا کرتیں بلکہ خدا تعالیٰ کا یہ ازلی قانون ہے کہ ایسے وقت میں جب معاشرہ ذلت و نکبت کی انتہائی وادیوں میں سرگرداں ہو تو اسی کی قدرت کا زبردست ہاتھ انکو ان پستیوں سے نکالتا ہے مامور من اللہ ہی انکے دکھوں کا علاج ہوا کرتا ہے اور اسی کے ہاتھ پر سب کو اکٹھا کرکے روحانی اور اخلاقی اقدار کے حامل معاشرہ کی بنیاد رکھی جاتی ہے آج خدا تعالیٰ اس سنت کو کس لئے تبدیل کرے گا۔ آج بھی وہی سنت دہرائی جائے گی۔

قرآن کریم جیسی شریعت موجود ہے عوام اسلامی نظام چاہتے ہیں حکمران کی بوجوہ آمادگی بھی ظاہر ہوتی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ نشأۃ ثانیہ نہیں ہو رہی بلکہ حالات ناگفتہ بہ صورت اختیار کرتے چلے جارہے ہیں اس کی ایک ہی وجہ ہے کہ ہماری سمت غلط ہے ہمارا فکر راست نہیں ہماری سوچ کا دھارا صحیح نہیں اگر ہم اپنی خواہشات کو چھوڑ کر کج فکری سے نجات حاصل کرکے سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

پیشگوئیوں سے رہنمائی حاصل کریں اور اپنے فکر کو ان اقوال مبارکہ کی آماجگاہ بنالیں تو روز روشن کی طرح واضح ہو جائیگا کہ نشأۃ ثانیہ کس کے ذریعہ مقدر ہے اس کے علاوہ سوجتن کرلیں ہر دفعہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

چنانچہ سیدنا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے

"حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ اسکو اٹھا لے گا اور قدرت ثانیہ کے رنگ میں خلافت راشدہ قائم ہوگی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا پھر اسکی تقدیر کے مطابق کو تہ اندیش بادشاہت ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے جب یہ دور ختم ہو جائے گا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق ظالمانہ بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کردے گا اس کے بعد پھر تکون الخلافہ علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی یہ فرما کر آپ خاموش ہوگئے۔

(مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ صفحہ 461)

یعنی نشأۃ ثانیہ کے لئے پھر خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی اور آخری زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان فرزند جسے امام مہدی کے نام سے پکارا گیا آپؐ کے دین کی اشاعت کے لئے ظاہر ہوگا اور اسی کے ہاتھوں تمام امت وحدت کی لڑی میں پروئی جائے گی اور صرف پاکستان کے مسائل ہی نہیں افغانستان کی مشکلات ہی نہیں، بوسنیا اور کشمیر کے مصائب ہی نہیں بلکہ وہ آسمانی آواز ساری دنیا کے دکھوں کا مداوا اور تمام عالم کے درد کا علاج کرے گی۔ اسی لئے باوجود شدید مخالفت کے خدا تعالیٰ اسے ایسی رفعت عطا کرے گا کہ اس کی آواز آسمانی رفعتوں سے ہمکنار ہو کر شش جہت میں پھیلے گی۔ اسے عالمگیریت عطا ہوگی تاکہ وہ وحدت کا علمبردار بن کر ساری دنیا کو توحید کے جھنڈے تلے جمع کرے۔ ملکی، علاقائی سطح پر ناکامی کا منہ دیکھنے والے عالمگیر سطح پر کیسے کامیاب ہوسکتے ہیں۔ یہ صرف خدا تعالیٰ کی تائید یافتہ آسمانی آواز ہے جسے دنیا کی طاقتیں جتنا خاموش کرائیں گی اتنا ہی زیادہ زور سے پھیلے گی۔

یہ فطرت کی آواز ہے جناب قیوم قریشی صاحب بھی بعنوان "قافلہ حجاز میں ایک حسین نہیں" لکھتے ہیں:۔

"یہ بات تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ مسیح موعود.... کے ظہور کا وقت کب آئے گا لیکن اس کے بندے جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ظہور مہدی کے وقت کے جس طرح کے حالات کی نشانیاں دی گئیں ہیں وہ بہت حد تک رونما ہو چکے ہیں یا رونما ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں پر ادبار کی گھٹائیں چھائے چلی جارہی ہیں"۔ (روزنامہ جنگ لاہور۔ 14 اپریل 1993ء)

اور مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اور اب تو کوئی ایسا مرد قلندر، کوئی ایسا مردِ درویش بھی دکھائی نہیں دیتا جو قوم وملت کے درد کی شدت سے تڑپ اٹھے"۔ (روزنامہ جنگ لاہور۔ 14 اپریل 1993ء)

جناب قیوم قریشی صاحب نے جو یہ لکھا ہے کہ "خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ مسیح موعود..... کے ظہور کا وقت کب آئے گا" تو خدا تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کی لاج رکھتے ہوئے سابقہ پیشگوئیوں کے مطابق عین وقت پر مسیح موعود... کو مبعوث فرمایا کیونکہ یہ نشانیاں تو آج سے ایک صدی قبل پوری ہو چکی تھیں اور تمام دنیا منتظر نگاہوں سے اسے تلاش کر رہی تھی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اسے عین انتظار کی گھڑیوں میں بھیجا۔ وہ آواز جو عین وقت پر قادیان کی گمنام بستی سے بلند ہوئی باوجود مخالفتوں کے اب خدا تعالیٰ کے فضلوں سے شش جہات میں سحر انگیز کیفیت پیدا کر رہی ہے۔

پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اللہ تعالیٰ نے صرف اس مامور من اللہ کے ہاتھ پر نشأۃ ثانیہ مقدر کر رکھی ہے اور یہی وہ وجود ہے جو صرف ایک ملک کو نہیں بلکہ اقوام عالم کو وحدت کی لڑی میں پروئے گا۔ اور خدا تعالیٰ نے اس امر کے لئے ہر قسم کی رکاوٹ کے باجود اس کے ساتھ اپنے پیار کا اظہار کرتے ہوئے ایک صدی بعد ہی ایسا پلیٹ فارم عطا فرمایا جس سے عالمگیر وحدت کی داغ بیل ڈالی جاسکے۔

جناب قیوم قریشی صاحب جو اس حسرت کا اظہار کرتے ہیں "اور اب تو کوئی ایسا مردِ قلندر، کوئی ایسا مردِ درویش بھی دکھائی نہیں دیتا جو قوم وملت کے درد کی شدت سے تڑپ اٹھے" اس حسرت کا اظہار ان کی طرف سے ہو تو ہو جو ابھی انتظار کر رہے ہیں۔ ہمارے مقدر میں تو اس پیارے مہدی اور اس کے جانشینوں کی شکل میں وہ مردانِ قلندر میسر ہیں جنہوں نے ہر آڑے وقت میں

اے دل تو نیز خاطرِ ایناں نگہدار
کاخر کنند دعویٰ حب پیمبرم

کے مصداق امت محمدیہ کا نہ صرف درد محسوس کیا بلکہ الٰہی فراست کے نور سے بروقت اس کی راہنمائی فرمائی۔ وادیٔ کشمیر کا چپہ چپہ حضرت سیدنا محمود کو پکار رہا ہے اور ان کی کوششوں کو مخالفین کی طرف سے کاری زخم لگائے جانے کے درد سے آج تک کراہ رہی ہے۔

آج ایک مردِ قلندر کی آواز جو خلیج کے گھمبیر مسائل اور مہیب جنگ کے خطرناک عواقب پر بلند ہوئی ابھی تک تو وہ فضاؤں میں تحلیل بھی نہیں ہوئی بلکہ اس کی پر رعب صدائے بازگشت سنائی دے رہی

باقی صـ۳۹ـ پر

امام الکلام

پس وہ جو آخیر تک صبر کرتا ہے........

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِی

اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل انکے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (1)۔ اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (2)۔ دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور انکی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے.........

سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے اسلئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں"

(رسالہ الوصیت صفحہ 3-5)

خلافتِ احمدیہ سے متعلق
جناب باباگورونانک صاحب کی عظیم الشان پیشگوئی

(محترم عباداللہ صاحب گیانی مرحوم کا یہ مضمون الفضل ۲۶ مئی، ۳۱ مئی اور ۴ جون سنہ ۱۹۵۹ء سے منقول ہے)

سکھ لٹریچر سے واقفیت رکھنے والے احباب اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ جناب بابا صاحب نے اپنے رنگ میں حضرت مسیح موعود..... کی صداقت سے متعلق متعدد پیشگوئیاں بیان کی ہیں۔ چنانچہ بابا صاحب نے کہیں اس پرگنہ بٹالہ کے گورو اور مصلح ربانی کو پورا گورو قرار دے کر اس کے نبی اور رسول ہونے کا اعلان کیا ہے۔ جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے:-

چکنا چور کرے "گور پورا"
تاں کا لیکھ نہ مٹیا جائی

(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ 526)

اور کہیں اسے مرد کا چیلہ بیان کرکے اس کے امتی ہونے کی وضاحت کی ہے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے:-

"آدن اصترے جان سالویں
ہور بھی اٹھسی مرد کا چیلہ"۔

(گورو گرنتھ صاحب صفحہ 423)

گویا باباجی اپنے رنگ میں یہ حقیقت واضح کرتے ہیں کہ وہ مامور من اللہ ایک پہلو سے پورا گورو (نبی) ہوگا اور ایک پہلو سے مرد کا چیلہ (امتی) ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی باباجی نے اس کی صداقت کی ایک یہ نشانی بھی بیان کی ہے کہ جب وہ مرد کا چیلہ پورا گورو یعنی امتی نبی اپنا کام مکمل کرکے اپنے مالک حقیقی کی گود میں چلا جائے گا تو اس کے بعد اس کی جماعت میں اللہ تعالیٰ ایک ایسا نظام قائم کرے گا جس کا سلسلہ دائمی اور غیر منقطع ہوگا۔ اس کے بعد وہ پورا گورو ایک نئے لباس میں دنیا میں ظاہر ہوگا یعنی اس کی خوبو پر اس کا ایک مثیل پیدا ہوگا۔ اس وقت اس کی جماعت دو حصوں میں بٹ جائے گی۔ ایک گروہ "کچے" لوگوں پر مشتمل ہوگا اور دوسرے گروہ میں "پکے" لوگ شامل ہوں گے۔ چنانچہ بابا صاحب فرماتے